ترقیم

فی فضائل الکہف والرقیم

المؤلف

المفتقر الی اللہ الصمد ابن سید محمد

بفرمائش

مفتی فضل [illegible]

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی وافق کلامہ بصنعہ۔ وطابق صنعہ بکلامہ۔ فکلامہ مظہر لجلالہ وصنایعہ مثبتہ لکمالہ ۔ لا تبدیل لکلمات اللہ کما لا تبدیل لصنایع اللہ۔ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد ن المصطفیٰ خاتم النبیین الذی قال کما یوحی الیہ انا بشر مثلکم یوحی الی انما الٰھکم الٰہ واحد وعلی آلہ الذین ھم ثقل من ثقلین کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی وعلی اصحابہ اجمعین ؀

منجملہ اُن قصوں کے جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے ایک قصہ اصحاب الکہف والرقیم کا ہے یہ قصہ آنحضرت صلعم کی بعثت کے قبل ایشیا میں اور یورپ کے عیسائیوں میں اور عرب جاہلیت میں مشہور تھا اور جیسا کہ اس قسم کے قصوں کا

سر سید احمد خاں صاحب مرحوم و مغفور کی بعض تصنیفات

مجموعہ لکچرز سرسید احمد خانصاحب مرحوم و مغفور

[illegible]

مرحوم سرسید کے ہفت سالہ اخلاقی و تمدنی و مذہبی مضامین متعلقہ تہذیب الاخلاق

[illegible]

قیمت - - - - - - - - - - - - - - -

تفسیر القرآن جلد اول

[illegible]

ابطال غلامی

[illegible]

الدعاء والاستجابة

[illegible]

ہو جاویں اور کُھل جاوے کہ جو روایتیں ہمارے علماء نے اپنی کتابوں و تفسیروں میں لکھی ہیں وہ سب عیسائیوں کی روایتیں ہیں نہ اسلام کی ۔

اس رسالے کے لکھنے کے وقت مندرجۂ ذیل کتابیں بہت سے مسائل پر تحقیق ان سے اس قصہ کو اخذ کیا ہے اور صحیح روایتوں کو غلط روایتوں سے تمیز کیا ہے ۔

تفصیل کتب مذکورہ یہ ہے :۔

(۱) تفسیر مدارک (۲) تفسیر معالم التنزیل (۳) تفسیر کبیر (۴) تفسیر بیضاوی (۵) تفسیر اتقان (۶) صحیح بخاری (۷) تاریخ طبری کبیر (۸) مختصر الدول ابو الفرج ملطیاوی (۹) آثار الباقیہ عن قرون الخالیہ لابی ریحان بیرونی (۱۰) ترجمہ فارسی سیرت محمد بن اسحق (۱۱) آثار البلاد و اخبار العباد للامام زکریا قزوینی (۱۲) تاریخ کامل ابن اثیر (۱۳) معجم البلدان یاقوت حموی (۱۴) تاریخ ابو الفدا (۱۵) مروج الذہب مسعودی (۱۶) عجائب المخلوقات عربی (۱۷) کیوریس متھس آف دی مڈل ایجز مؤلفہ ایس بارنگ گولڈ بزبان انگریزی ۔

دستور ہے بہت سی بے اصل اور عجیب و غریب باتیں اُس میں شامل ہوگئی تھیں خداوند تعالیٰ نے اُس قصہ کا ذکر قرآن مجید میں فرمایا اور بتایا کہ اصلی و صحیح قصہ کیا ہے مگر مفسرین و مورخین نے بجوش اس کے کہ اُن بے اصل کہانیوں کو جو مشہور تھیں اُس قصہ سے علیحدہ کرتے قرآن مجید کی تفسیروں اور اُن ترجموں میں جو زمانہ اسلام میں لکھی گئیں اس طرح شامل کر دیا کہ گویا وہ کہانیاں اسلام ہی کی ہیں حالانکہ اسلام اس قسم کی بیہودہ کہانیوں سے بری ہے ۞

اس پر خیال کر کے میں نے چاہا کہ قصہ اصحاب الکہف والرقیم کو صاف طور پر جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے بیان کروں اور بے اصل کہانیاں جو اُس میں شامل ہوگئی ہیں اُن کو اصل قصہ سے علیحدہ کردوں الحمد للہ کہ یہ کام پورا ہوا اور اس رسالہ کا نام **ترقیم فی قصہ اصحاب الکہف والرقیم** رکھا ۞

میں نے اس قصہ کو اول صاف اور سیدھے طور پر بتعین آیات قرآن مجید کے بیان کیا ہے اور جن کتابوں سے اس کو لیا ہے بعینہ اُن کی اصلی عبارت حاشیہ پر لکھ دی ہے اس کے بعد قرآن مجید کی اُن آیات کی تفسیر بیان کی ہے جو قصہ اصحاب کہف سے متعلق ہیں اور دکھایا ہے کہ بے اصل کہانیاں جو مشہور ہیں اُنہیں کی تردید قرآن مجید سے ہوتی ہے چونکہ مسلمانوں کو بہت کم معلوم ہے کہ عیسائی مورخ اس قصہ کی نسبت کیا خیال کرتے ہیں اور کیا رائے رکھتے ہیں اس لیے اس کے اخیر میں ایک انگریزی کتاب سے اس قصہ کا ترجمہ اُس کے مضامین سے بلا کسی قسم کی تعرض کے شامل کر دیا ہے اُس کے شامل کرنے سے صرف مقصد یہ ہے کہ عیسائی مورخوں کے خیالات جو اس قصہ کی نسبت ہیں معلوم

اس بات میں نہایت اختلاف ہے اور آج تک تحقیق نہیں ہوا کہ یہ لوگ تعداد میں کے تھے غالباً ایسے یہ سب کہ وہ سات تھے اور آٹھواں اُن کا کُتا تھا جو اُنکے ساتھ تھا اُن کے ناموں میں بھی بہت اختلاف ہے مگر وہ اختلاف زیادہ تر ایک زبان سے دوسری زبان میں منتقل ہونے اور الفاظ کے تلفظ کے اختلاف سے علاوہ رکھتا ہے اور کاتبوں نے زیادہ تر تحریف کر دیا ہے بہر حال ہم اس مقام پر اُن کے ناموں کو جس طرح مختلف کتابوں میں لکھے ہیں لکھتے ہیں ؛

تفسیر معالم التنزیل اور اس میں اُن کی تعداد ۹ لکھی ہے

مَکسَلمِینَا تَمْلِیخَا یَمْلِیخَا مَرْطُونُس کَشْطُونُس دَبرُونُس
بَطْیُونَس یَمُونُس بَانُوس کَلبُہُم قِطمِیرُ ؛

تفسیر بیضاوی وکشاف وتفسیر کبیر و تفسیر مدارک

یَمْلِیخَا مَکْسَلمِینَا مَشْلِینِیَا مَرنُوش دَبرنُوش شَاذنُوش
والراعی کَلبُہُم قِطمِیرُ

تاریخ کامل لابن اثیر

مَکسَلمِینَا تَمْلِیخَا مَرْطُونُس نَیرُونُس کَسطُومُس دَینمُوس
رَیطُوفَس قَانُوس مَحْسَلمِینَا کَلبُہُم قِطمِیرُ

معجم البلدان یاقوت حموی

یَمْلِیخَا مَکسَلمِینَا مَشْلِینِیَا مَرْطُونُس دَبرْیُوس

اصحاب الکہف و الرقیم

اصحاب کہف و اصحاب رقیم ایک ہی گروہ کا لقب ہے ۔ اصحاب کہف تو ان کو اس لیئے کہتے ہیں کہ وہ ایک ظالم بت پرست بادشاہ کے ڈر سے ایک پہاڑ کی کھوہ میں جا چھپے تھے عربی زبان میں پہاڑ کی کھوہ کو کہف کہتے ہیں اس لیئے اُن کا لقب اصحاب کہف ہو گیا ہے ۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ رقیم اُس شہر کا نام ہے جس میں اصحاب کہف رہتے تھے بعضوں کا قول ہے کہ پہاڑ کی کھوہ کا نام ہے جس میں اصحاب کہف چھپے تھے بعضے کہتے ہیں کہ انکے کتے کا نام ہے جو اُن کے ساتھ تھا اس لیئے اُن کو اصحاب رقیم کہنے لگے مگر ان میں سے کوئی بات اعتبار کے قابل نہیں ہے یونانی کتابوں میں اُن کے کتے کا نام قطمیر لکھا ہے اور دوسری کتابوں میں کراتیمر یا کراتیم اور یہ نام ملتے جلتے ہیں صرف ایک زبان سے دوسری زبان میں منتقل ہونے میں جو فرق لہجہ و تلفظ میں ہوتا ہے وہی کراتیمر اور قطمیر میں ہو گیا ہے ۔

صحیح بات یہ ہے کہ محمد اسمٰعیل بخاری نے اپنی کتاب صحیح بخاری میں ابن عباس کی روایت سے لکھی ہے جس سے معلوم ہوتی ہے کہ اُن کا حال اور نام ایک زمانہ میں جست کے پترے پر کندہ کر کر اور بعض روایتوں کے مطابق پتھر پر کھود کر لکھا گیا تھا ۔ رقیم کے معنی عربی زبان میں لکھے ہوئے کے ہیں اور اس سبب سے انھیں لوگوں کا لقب اصحاب الرقیم بھی ہو گیا ہے ۔

لانگ مین گرین کمپنی نے ۱۸۵۸ء میں بمقام لندن قدیم رومیوں کے زمانہ کا نقشہ جغرافیہ چھاپا ہے جس میں شہروں کے وہی قدیم نام ہیں جو اس زمانہ میں تھے اُس میں جو نقشہ ایشیا مینیر کا ہے اُس میں ایفی سس شہر کا نام ۳۷ درجہ ۵۷ دقیقہ عرض شمالی اور ۲۷ درجہ ۲۱ دقیقہ طول شرقی پر عین دریائے **ایجین** کے کنارہ پر ثبت ہے اُس کے قریب پہاڑ بھی واقع ہیں اور کچھ شبہ نہیں ہو سکتا کہ اسی جگہ **ایفی سس** شہر تھا جس میں اصحاب کہف رہتے تھے ⁂

بعضوں[1] نے کہا ہے کہ اصحاب کہف کے شہر کا نام رقیم تھا اور بعضوں نے کہا کہ اُس پہاڑ کی کھوہ کا نام[2] تھا جس میں اصحاب کہف جا رہے تھے مگر یہ صحیح نہیں یاقوت حموی نے بھی لکھا ہے کہ صحیح یہی ہے کہ اہل روم کی سلطنت میں جو شہر اُفسوس تھا وہی شہر اصحاب کہف کا تھا محمد بن محمود القزوینی نے اپنی کتاب آثار البلاد و اخبار العباد میں اُفسوس ہی کو اصحاب کہف کا شہر قرار دیا ہے۔ شاید لوگوں نے اِس خیال سے کہ اصحاب کہف کے نام جست کی تختی پر کھود کر شہر میں رکھے گئے تھے اُس شہر کو اور بعضوں نے اس خیال سے کہ اُس پہاڑ پر جس میں وہ کھوہ تھی اُن کے نام کندہ ہوئے تھے اُس پہاڑ کو یا اُس کھوہ کو رقیم کے نام سے موسوم کر دیا ہو ⁂

اصحاب کہف کس زمانہ اور کس بادشاہ کے عہد میں تھے

ابو الفرج مالطیائی[3] عیسائی مورخ نے جس کی نسبت کہا جاتا ہے کہ آخر کو مسلمان ہو گیا تھا اپنی کتاب مختصر الدول میں لکھا ہے کہ اصحاب کہف دقیوس قیصر کے عہد میں تھے

[1] قيل الرقيم اسم القرية التي كانوا فيها وقيل انه اسم الجبل الذي فيه الكهف ... معجم البلدان ياقوت حموي

[2] ... من اطراف الشام موضع يزعم بعضهم انه الكهف والرقيم ... بلاد الروم ... معجم البلدان ياقوت حموي ... افسوس مدينة مشهورة بارض الروم

[3] ... دقيانوس الجبار الذي ... اصحاب الكهف ... الكهف والمدينة ... مستقبل بنات النعش لا تدخله الشمس ... آثار البلاد قزويني ... ابو الفرج مختصر الدول ...

سَرَاپیُونْ اِفَسِیطِیُوس کَلبُھُمْ قِطمِیر ؎

تاریخ طبری

مَکسِلمینا مَحسِلمینا یَمنیخ یَملیخا مَرطُوس کَسطُوطُونس بَیرُونُس وَسَمُونُس بَطُونُس قَالُوس ؎

تاریخ احمد بن ابی یعقوب المعروف بالیعقوبی

مَکسَلمینا مَرَاطُوس شَاذُونیُوش بَطرنُوش ذُولس یُوانس کَیندفرطُو نیُوطُو مَلیخا الراعی کَلبُھُمْ قِطمِیر

کیورس منتیخس مؤلفہ بارنگ گولڈ

مَیکسِی مِیَنْ مَالکس مَارشِینْ ذَنُوُنی سَسرجَان سِیرَاپِینْ کَانسِنْیْن تَایِنْ کَلبُھُم کراٹیم یاکرانیم ؎

شہر جس میں اصحاب کہف رہتے تھے

اکثر مورخین و مفسرین کا قول ہے جو ہر طرح صحیح معلوم ہوتا ہے کہ جس شہر میں اصحاب کہف رہتے تھے اُس کا نام افسوس تھا یاقوت حموی نے اپنی کتاب معجم البلدان میں اُس کے اعراب کو بھی ضبط کیا ہے ؎

مسٹر بارنگ گولڈ نے اپنی کتاب کیورس منتیخس میں اُس شہر کا نام افسس لکھا ہے اور یقین ہوتا ہے کہ عربی تاریخوں میں یہی نام متغیر ہو کر افسوس ہو گیا ہے

پانسو چالیس سنہ سکندری میں تھے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ۲۰۹ برس میں سوتے تھے۔ مسٹر بارنگ گولڈ نے ان کا تخمینا اندازہ ۲۰۸ برس قرار دیا ہے معہذا جو بادشاہ کہ زمانہ سکندر سے قیوس تک گذرے ان کے زمانہ سلطنت میں بھی کسی قدر اختلاف ہے اور یہ بھی ایک سبب ہے کہ اصحاب کہف کے زمانہ میں کسی قدر اختلاف پیدا ہوتا ہے مگر عام طور پر خیال کرنے سے جو زمانہ قرار دیا گیا ہے قریبا صحیح معلوم ہوتا ہے۔

بعض روایتوں میں بیان ہوا ہے کہ اصحاب کہف حضرت عیسیٰ کے زمانہ سے بہت پیشتر تھے اور حضرت عیسیٰ نے ان کی خبر دی تھی اور بعد حضرت عیسیٰ کے زمانہ فترت میں یعنی جبکہ کوئی پیغمبر نہ تھا وہ زندہ ہوئے تھے یا اپنی نیند سے جو اخ الموت تھی اٹھے تھے مگر اس کی صحت کا انجیلوں یا حواریوں کے ناموں یا کسی معتبر یا مظنون طریقہ سے کوئی ثبوت نہیں پایا جاتا۔

اصحاب کہف کا مذہب

کچھ شبہ نہیں ہوسکتا کہ اصحاب کہف عیسائی اور حضرت عیسیٰ کی امت میں سے تھے تمام کتابوں اور مختلف روایتوں سے یہی ثابت ہوتا ہے اور خود ان کا واقعہ کہ ایک ظالم اور بت پرست بادشاہ کے خوف سے جو عیسائیوں کو قتل کرتا تھا جان اور ایمان بچا کر بھاگے تھے ان کے عیسائی ہونے کا کافی ثبوت ہے۔

البتہ جیسا ان کا تقدس اور خدا پرستی تاریخوں اور تفسیروں میں لکھی ہے اور جس کی نسبت قرآن مجید سے بھی اشارہ پایا جاتا ہے اسکی نسبت شبہ

جو عیسائیوں کا نہایت دشمن تھا اور ان کو قتل کرتا تھا۔ تاریخ طبری میں[1] اُس بادشاہ کا نام دقیوس لکھا ہے ۔

تاریخ کامل ابن اثیر[2] میں اس کا نام دقیوس لکھا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ بعض آدمی اس کا نام دقیانوس کہتے ہیں ۔

ابو الفدا اسمٰعیل[3] نے اپنی تاریخ میں بھی یہی نام بیان کیے ہیں اور لکھا ہے کہ وہ سنہ ۲۳۹ اسکندری میں بادشاہ ہوا تھا اور سنہ ۲۴۰ میں مارا گیا۔

ابو ریحان بیرونی[4] نے اپنی کتاب آثار الباقیہ عن قرون الخالیہ میں اس بادشاہ کا نام داقیاوس لکھا ہے اور مسٹر بارنگ گولڈ نے اپنی کتاب کیوریس متھس میں اس بادشاہ کا نام ڈی سس لکھا ہے ۔

اسی مصنف نے لکھا ہے کہ [illegible] میں [illegible] اب زمانہ میں گچ سے اصحاب کہف کی تصویریں بنی ہوئی ہیں [illegible] بعضوں نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ وہ سنہ [illegible] [illegible] بادشاہ کے عہد میں مارے گئے تھے ۔

عموماً مسلمان مورخ و مفسرین اس بادشاہ کا نام جس کے عہد میں اصحاب کہف تھے دقیانوس لکھتے ہیں اور ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمام اختلافات ایک زبان کے ناموں کو دوسری زبان میں منتقل کرنے سے پیدا ہوئے ہیں اور سب کے ماننے سے یقین ہوتا ہے کہ وہ رومی بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ تھا ۔

جو زمانہ کہ اصحاب کہف کا ابو الفدا نے بیان کیا ہے وہ قریباً صحیح و درست معلوم ہوتا ہے ۔ اسکندر تین سو چھتیس برس قبل حضرت مسیح علیہ السلام کے تخت پر بیٹھا تھا اور اصحاب کہف

---

(۱) کان اصحاب الکہف ایام ملک یسمی دقیوس ویقال دقیانوس وکانوا بمدینة من الروم اسمها افسوس وملکهم یعبد الاصنام (تاریخ طبری) وکان بعد ذلك دقیوس ملك تلك الزمان ملك یعبد الاصنام

(۲) دقیوس ویقال دقیانوس من کان بعد عیسیٰ [illegible] وکان بالملك الذی قبله یعنی [illegible] دقیانوس قد قصر [illegible] علیه (تاریخ کامل ابن اثیر)

(۳) دقیوس وقتله [illegible] واعاد عبادة الاصنام ودین النصاری وقتل اتباع النصاری ومنه هرب منهم اصحاب الکہف وکانوا [illegible] الکہف ناموا واللہ اعلم بما لبثوا کما اخبره اللہ تعالیٰ وکان هلاك دقیوس فی سنة اربعین [illegible] (تاریخ ابو الفدا)

(۴) من ملوك الروم داقیاوس صاحب اصحاب الکہف (آثار الباقیہ ابو ریحان بیرونی)

وہ لم یلد ولم یولد ہے۔ وہاں نہ یہ کہ مسیح کلمۃ اللہ ہے اور نہ جس طرح کہ ظاہر
مذہب عیسائی میں ہے وہ کنواری سے پیدا ہوا ہے ؛

پس جبکہ اُس زمانہ کے عقائد و مذہب کا یہ حال تھا تو ہرگز نہیں کہا
جا سکتا کہ اصحاب کہف تثلیث کے قائل تھے بلکہ مسلمانوں کو جو قرآن
مجید کو برحق سمجھتے ہیں اس بات کے یقین کرنے کے لیے کہ اصحاب کہف
عیسائی اور موحد خدا کو واحد اور حضرت عیسیٰ کو پیغمبر برحق مانتے تھے
ثبوت کافی ہے۔ فہم کانوا مومنین مسلمین موحدین
قائلین بان لا الٰہ الا اللہ عیسیٰ رسول اللہ ؛

اصحاب کہف کا قصہ یعنی وہ واقعات جو اُن پر گذرے

مذکورہ بالا حالات سے ظاہر ہے کہ اصحاب کہف تاریخی اشخاص
ہیں فرضی قرار دیئے ہوئے نہیں ہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ جو سیدھے
سادے واقعی حالات اُن پر گذرے تھے اُن میں بہت لغو اور بیہودہ اور
خلاف قیاس باتیں اور عجائبات شامل کر دیئے گئے ہیں اور یہ ایک معمولی
بات ہے کہ نیک اور بزرگ لوگوں پر جو ظلم اور سختی ظالموں کے ہاتھ سے
پہنچائی ہے بعد کو اُن کی نسبت بہت سی زائد اور عجیب باتیں
بنا دی جاتی ہیں اسی طرح اصحاب کہف پر جو حالات اور واقعات گذرے
ان کو بطور عجیب انگیز کہانی کے بنا لیا ہے اور بے سروپا اور بعض
بیہودہ روایتیں مشہور ہو گئی ہیں ہمارا کام یہ ہے کہ اُن روایتوں میں سے
جو قابل طمانیت ہیں اُن پر نگاہ کر کے صحیح قصہ اصحاب کہف کا اول
بیان کریں اور پھر قرآن مجید کی آیتوں سے تطبیق دیکر دکھلا دیں

ہوسکتا ہے کہ گروہ صلیب کو حضرت عیسیٰ کی تصویر کو پوجتے تھے اور کہتے ہیں کہ تثلیث کے قائل تھے تھیوڈوران ... تعداد میں انسان یا خون خیال کیا جاتا ہے مگر اس کا ... ثبوت کا ثبوت نہیں ہے اس زمانے کے عیسائیوں میں عقاید مذہبی جو بتدریج پائے جاتے تھے اور مجھ کو عیسائی مذہب کی کلیسیا کی ہسٹری پڑھنے سے نہایت شبہ ہے کہ جو عقاید جو عیسائی ہو چلے قسطنطین کے رومی اور یونانی چرچ میں قایم ہو گئے وہی عقاید عام طور پر اس زمانے کے تمام عیسائیوں کے تھے ۔

... کے زمانے کے قریب جس زمانہ میں اصحاب کہف کا ... دیا گیا ہے ایک فرقہ تھا جس کو ابو الفرج عیسائی مالطیا نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے کہ وہ اقانیم ثلاثہ باپ اور بیٹے اور روح القدس کو نہیں تسلیم کرتا تھا بلکہ وجود اور کلمہ اور حیات کو اقانیم ثلاثہ جانتا تھا اور کہتا تھا کہ ان اقانیم سے کوئی زیادتی ذات باری پر نہیں ہوتی بلکہ یہ صفت اعتباری ہیں ... سے ان کا کسی موجود فی الخارج نہیں ہے اور کہتا تھا کہ ذات باری موجود ہے لا بوجود اور حکیم ہے لا بکلمۃ و حی ہے لا بحیوۃ نبیذ و قلیس کا بھی یہی مذہب تھا اس کے بعد مصنف مذکور لکھتا ہے کہ اسی مذہب کو ایک گروہ مسلمانوں نے جو صفات کے نفی کرنے والے ہیں (یعنی صفات باری سے کچھ زیادتی ذات باری پر نہیں سمجھتے) اختیار کیا ہے ۔

اسی زمانہ کے قریب ایک فرقہ قولی الشمیشاطی کا پیرو تھا جو کہتا تھا کہ تمام معلولات باری تعالیٰ اس کے ارادے سے ہیں اور اس کا کوئی معلول ذاتی نہیں ہے اور اسی لیے

۱۰

ساتھ ہولیا اور وہ سب ایک پہاڑ کی کھوہ میں جو شہر افسوس
سے کچھ فاصلہ پر تھے جا کر چھپ رہے ؛

یہاں تک روایتوں میں چنداں اختلاف نہیں ہے لیکن
اس کے بعد کے واقعات میں اختلاف شروع ہوتا ہے یعنی
پہاڑ کی کھوہ میں چھپنے کے بعد انھوں نے اپنے ساتھیوں
میں سے ایک شخص کو شہر بھیجا کہ تملیخ سے کھانا خرید لاوے
اکثر مورخین اور اہل تفاسیر نے لکھا ہے کہ وہ لوگ پہاڑ کی کھوہ میں
جا کر سو رہے اور زمانہ دراز تین سو یا تین سو نو برس سونے کے
بعد جب اُٹھے تو اُنھوں نے ایک شخص کو کھانا خریدنے کو شہر میں
بھیجا۔ بعض مورخین نے پہلی دفعہ اسی دن جب وہ کھوہ میں
گئے ایک شخص کو کھانا خریدنے کو بھیجنا اور پھر دوسری دفعہ تین سو
برس سو کر اُٹھنے کے بعد ایک شخص کا بھیجنا لکھا ہے جو محض بے بنیاد
ہے اور صرف بنایا ہوا قصہ ہے اُن پر پہاڑ کی کھوہ میں سوتے رہنے کے
خیال سے یہ قصہ گڑھ لیا گیا ہے مگر اصلیت اس کی بہت کم محققانہ
نظر سے پائی جاتی ہے صرف اس قدر ہے ؛

کہ وہ لوگ رات کے وقت شہر سے بھاگ نکلنے کو تیار تھے
فزوینی نے لکھا ہے کہ انھوں نے رات کو بھاگنے کا قصد
لیا جب رات کا اندھیرا ہو گیا تو ہر ایک شخص اپنے گھر سے کچھ مال
لیکر چل کھڑا ہوا ؛

صبح ہوتے وقت وہ لوگ پہاڑ کی کھوہ پر پہنچے [illegible] نے بھی لکھا ہے
ہیں وہ کھوہ میں گئے اتنے میں [illegible] تھے وہ [illegible] ہاں

۱۳

گو اس قدر قصہ اس کا قرآن مجید میں بیان ہوا ہے ۔ وہ قصہ نہیں گو اس قصہ کے بیان میں ان آیتوں کی تفسیر میں مقصود ہو جسے ہم لکھنا اسکو ظاہر کریں ۔

ابو الفرج ملطی نے اپنی تاریخ مختصر الدول میں اور متیل بولاندے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ دقیانوس جو قیصر جس زمانہ میں ہوا تھا وہ عیسائیوں پر نہایت ظلم کرتا تھا پھر [illegible] جو دقیانوس بھی کہتے ہیں جو بت پرست اور عیسائیوں کا دشمن تھا [illegible] سنہ ۲۴۹ع سکندریہ میں اس کو مار ڈالا اور خود بادشاہ ہوا اور عیسائیوں کو قتل اور بت پرستی پر مجبور کرنا شروع کیا ۔

اسی کے عہد میں اصحاب کہف عیسوی مذہب پر تھے اور عیسائی جو بہت مختلف کہانیاں مشہور ہیں جن کی نسبت ہمکو بحث کرنا محض فضول معلوم ہوتا ہے ۔ وہ کسی طرح عیسائی ہوئے ہوں اس امر کا مسلم ہونا کہ وہ عیسائی تھے ان کے اصلی واقعات کے بتانے کو کافی ہے ۔

تمام روایتیں اور تاریخیں اس بات پر متفق ہیں کہ اس ظالم بادشاہ نے ان لوگوں کو جو تعداد میں اسوقت چھ تھے بلایا اور مذہب عیسوی چھوڑنے اور بت پرستی کرنے کو کہا مگر ان سب نے انکار کیا اسپر بادشاہ نے انکو مہلت دی اور اس مہلت میں وہ شہر سے بھاگ گئے و ایک چرواہا مع کتے کے انکے

الرابع عند [illegible] عن مخالفین النبی
لطاعتی عند [illegible] بینھا [illegible] مصلی
زائر البلاد فقد دخلوا الی دقیانوس
علی مثل ذلک فرجعوا الیہم [illegible]
ادرکہم الشیخ [illegible] الارض فقال
فقال لہم [illegible] تعبدون [illegible]
الہتنا [illegible]

لکھا ہے کہ [illegible] [illegible] سو [illegible]

لو وفات [illegible] بیان [illegible]

ہوں کی [illegible] ثابت ہوگا [illegible] حقیقت [illegible] تھے ٭

[illegible]

ایک زمانہ [illegible] [illegible] [illegible]

کہف کا [illegible] [illegible] بادشاہ [illegible]

چرچا ہو گیا اور بادشاہ [illegible] [illegible] کے

دیکھنے کو گئے ٭

ابو الفرج سیمی کی تاریخ کے بموجب [illegible] ذوسیوس

قیصر الصغیر کی سلطنت [illegible] اصحاب کہف [illegible]

کے دو سو چالیس برس [illegible] ظاہر ہوئے تھے ٭

ابو الفدا [illegible] بادشاہ کے زمانہ میں اصحاب کہف کا

منتبہ ہونا لکھتا ہے [illegible] بادشاہ [illegible]

[illegible] [illegible] بموجب [illegible]

کے دقیوس جس کے زمانہ میں اصحاب کہف [illegible] کی

[illegible] تھے زمانہ ظاہر ہونے اصحاب کہف کا دو سو برس کے قریب

[illegible] دو سو پچاس برس جیسا کہ ابو الفرج نے بیان کیا ہے ٭

تاریخ یعقوبی میں [illegible] بادشاہ کا نام وسیوس لکھا

ہے اور صاف [illegible] اس کے زمانہ میں اصحاب کہف

[illegible] گئے تھے زمانہ طویل کے بعد ظاہر ہوئے [illegible] متعلق

[illegible] کا اشارہ نہیں ہے [illegible] اور اس کے [illegible]

١٥

[illegible] تھا سو رہے - کچھ شبہ نہیں ہو سکتا کہ وہ تین [illegible]
وہ اٹھے اور آپس میں پوچھنے لگے کہ ہم کتنی دیر سوئے [illegible]
دن بھر یا کچھ کم [illegible]
ایک شب ہی نہیں گزرے تھے ۔

جب وہ جاگے تو انھوں نے اپنے ساتھیوں میں سے ایک شخص تملیخا نام کو [illegible] بھیجا - قزوینی نے ساتھ نام تملیخا لکھا ہے [illegible] میں گئے اسی دن انھوں نے حال سننے کو بھیجا تھا تفسیر ثعلبی میں بھی محمد بن اسحاق کی روایت سے لکھا ہے کہ جب وہ سوتے سے اٹھے تو تملیخا ان کے لئے شہر سے کھانا خرید لایا کرتا تھا [illegible] جس کی تعداد نہیں بیان کی معلوم ہوتا ہے کہ وہ تین روز تک جیتے دقیانوس کے دوبارہ شہر میں [illegible] نہ گئے اسی طرح خرید [illegible] ۔

جب وہ بادشاہ جو ان کی صحبت دیکھ شہر سے [illegible] شہر میں آیا جیسا کہ قزوینی نے بالتصریح بیان کیا ہے [illegible] کہ وہ لوگ شہر سے بھاگ گئے ہیں اس نے ان کی تلاش شروع کی پہاڑ کی کھوہ میں ان کا پتہ لگا اور اس نے پہاڑ کی کھوہ کا منھ بند کر دیا تاکہ اسی میں بھوکے پیاسے مر رہیں ۔

تفسیر معالم التنزیل میں محمد بن اسحاق کی روایت میں بھی بالتصریح مذکور ہے ۔

اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ پہاڑ کی کھوہ کا موضع بند ہونے کے بعد وہ وہیں بند ہو گئے اور وہیں مر کر رہ گئے اگرچہ بعض مورخوں و مفسروں نے لکھا ہے کہ کھوہ میں پڑے سوتے ہیں یعنی مرے نہیں مگر [illegible] ہے

۱۴

[illegible] مبادرا حتى وافى اصحابه فاخبرهم بما كان من [illegible] تفسير معالم التنزيل [illegible]

دعا مانگی کہ خدا اُن کو مار ڈالے اور جو لوگ اُن کو دیکھنے آتے تھے
اُن میں سے کوئی اُن کو نہ دیکھے پس وہ فی الفور مر گئے ۔

اور یہ تمام روایتیں اس بات کی مثبت ہیں کہ وہ زندہ نہ تھے اور نہ
کسی نے اُن کو زندہ دیکھا اصل یہ ہے کہ جب لاشیں ایسے مقام
پر ہوتی ہیں جہاں ہوا کا صدمہ نہیں پہنچتا اور لاشیں اسی طرح
رکھے رکھے ایسی ہو جاتی ہیں تو وہ سوراخ میں سے ایسی ہی معلوم
ہوتی ہیں کہ گویا پورے مجسم جسم بلا کسی نقص کے رکھے ہوئے ہیں
اسی طرح لوگوں نے اُن کو دیکھا اور جانا کہ پوری مجسم بلا کسی نقصان
کے لاشیں رکھی ہیں اور وہ لوگ سوتے ہیں ۔

سنہ ۱۲۶۱ ہجری مطابق سنہ ۱۸۴۵ عیسوی میں دلی میں اسی قسم کا ایک
واقعہ گذرا تھا جہاں حضرت نظام الدین کی درگاہ ہے وہاں بہت
پرانا قبرستان ہے ۔ ایک اونچی جگہ پر ایک چبوترہ تھا اور
اُس کے اوپر تین قبروں کے نشان تھے ۔ اتفاق سے
اُس چبوترہ کی ایک طرف کی دیوار میں سے کچھ پتھر گر پڑے
اور چھید ہو گیا کہ اندر سے قبر دکھائی دینے لگی لوگوں نے اس
چھید میں سے جھانکا تو اُن کو معلوم ہوا کہ قبر بہت بڑی مثل ایک
مربع کوٹھڑی کے ہے اور تین لاشیں بالکل سفید کفن پہنے ہوئے
مجسم بلا کسی نقصان کے اُن میں رکھی ہوئی ہیں ۔ اس کا چرچا ہوا
اور بہت آدمی اُن کے دیکھنے کو گئے اور سب نے یہی بات بیان
کی ۔ میرے مخدوم دوست مولوی امام بخش صاحب صہبائی مرحوم کو
اس قسم کی باتوں کے دریافت کا بہت شوق تھا وہ خود اُن لاشوں کے

مرے ہوئے تھے اور زندہ ہوئے بلکہ صاف لکھا ہے کہ ظاہر ہوئے یعنی اُس کھوہ میں اُن کا ہونا معلوم ہوا ؛

علاوہ اس کے جتنی روایتیں ہیں سب سے یہی مراد خود ہوتا ہے کہ درحقیقت اصحاب کہف جب معلوم ہوئے تو وہ مرے ہوئے تھے اور مرے ہوئے رہے ؛

بعض[1] تفسیری کتابوں میں جیسے تفسیر مدارک و بیضاوی میں یہ تو لکھا ہے کہ جب بادشاہ اور لوگ ان کو دیکھنے اور ان سے ملنے کو گئے تو وہ زندہ تھے بادشاہ کو دعا بھی دی پھر فی الفور مر گئے ؛

اس بیان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان کا زندہ ہونا اور بادشاہ کو دعا دینا سب ایک کہانی ہے ورنہ درحقیقت وہ مرے ہوئے تھے اور طبری اور کامل ابن اثیر اگرچہ اس بات کے قائل ہیں کہ وہ زندہ ہوئے مگر جو روایتیں بیان کی ہیں اُن سے صاف پایا جاتا ہے کہ کسی شخص نے جو اُن کے دیکھنے کو گئے تھے اُن کو زندہ نہیں دیکھا ؛

طبری[2] کی ایک روایت میں ہے کہ وہ زندہ ہو گئے تھے مگر جب لوگ اُن کے دیکھنے کو کہف کے قریب پہنچے تو خدا نے اُن کو پھر مُردہ کر دیا یا پھر سلا دیا اور لوگ اندر جانے سے ڈر گئے اور اندر نہ جا سکے ؛

دوسری[3] روایت میں طبری نے لکھا ہے کہ بادشاہ اور لوگ کھوہ میں گئے تو دیکھا کہ صرف اُن کے جسم ہیں جو کسی طرح بگڑے نہ تھے مگر اُن میں ارواح نہ تھیں ؛

کامل[4] ابن اثیر میں ایک روایت زیادہ لکھی ہے کہ وہ زندہ تو ہو گئے تھے مگر اُنھوں نے

کر کے مارسیلس و جینوا میں ہیں جو اب بھی سیاحوں کو دیکھنے کے لئے گرجا میں دکھائی جاتی ہیں۔ اس کی تصدیق تاریخ طبری سے بھی ہوتی ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ قتادہ نے روایت کی ہے کہ جب ابن عباس حبیب بن مسلمہ کے ساتھ جہاد پر گئے تو وہ کہف پر گذرے اور اس میں کچھ ہڈیاں تھیں۔ ایک شخص نے کہا کہ یہ اصحاب کہف کی ہڈیاں ہیں۔ ابن عباس نے کہا کہ ان کی ہڈیاں تو تین سو برس سے زیادہ ہوا کہ یہاں نہیں رہیں ۔

بہرحال جب اس ظالم بادشاہ نے اس کھوہ کا مونھ بند کر دیا تو یہ بیچارے اس میں بند ہو گئے اور مر گئے ایک زمانہ دراز کے بعد خواہ وہ زمانہ دو سو برس کا ہو یا ڈھائی سو برس کا یا تین سو برس یا تین سو نو برس کا کسی شخص نے اس کھوہ کے مونھ کو کھلوایا جیسا کہ اکثر روایتوں میں بیان ہوا ہے۔ اس میں بھی کچھ شک نہیں ہو سکتا کہ ان لوگوں کے پاس جو کھوہ میں گئے تھے اس زمانہ کے سکے کے روپے موجود تھے اور جس شخص نے اس کا مونھ کھلوایا تھا اس نے وہ روپے پائے ہوں گے اور جب بازار میں لیگیا لوگوں نے چرچا کیا ہوگا کہ اس نے خزانہ پایا ہے حاکم تک اسکو پکڑ کر لیگئے ہوں گے اور اس سے تمام قصہ پہاڑ کی کھوہ میں لاشوں کے ہونے کا اور وہاں سے روپیہ ملنے کا بیان کیا ہوگا اسپر وہاں کے حاکم اور شہر کے لوگ ان کے دیکھنے کو آئے اور جانا کہ یہ ان لوگوں کی لاشیں ہیں جو دقیوس قیصر کے ظلم سے بھاگے تھے ۔

راویوں اور لوگوں نے اس اصلی واقعہ کو اس طرح پر بنا لیا کہ اصحاب کہف کئی سو برس بعد سونے سے اٹھے یا مردہ سے زندہ ہو گئے اور انہیں میں کا ایک شخص

دیکھنے کو گئے اول اُنھوں نے جھانک کر دیکھا تو اُن کو بھی اسیطرح مجسم اور مسلم لاشیں معلوم ہوئیں۔ اُن کو تعجب ہوا۔ انھوں نے دیوار کے دو ایک پتھر اور نکال ڈالے اور اندر گئے۔ ایک عجیب بات تو یہ دیکھی کہ قبر ایک برج کوٹھری کے برابر بنی ہوئی تھی اور تین لاشیں اُس میں رکھی ہوئی تھیں۔ مگر سب بوسیدہ اور راکھ کے طور پر ہوگئی تھیں۔ لیکن چونکہ ہوا کا صدمہ کچھ نہ تھا تو جہاں اُن کے ہاتھ رکھے ہوئے تھے وہیں اُن کے ہاتھ کی راکھ تھی۔ اور جہاں سر رکھا تھا وہیں سر کی راکھ تھی۔ جہاں پاؤں رکھا تھا وہیں پاؤں کی راکھ تھی۔ اور سب کے نشان معلوم ہوتے تھے۔ وہ لاشیں کاٹھ کے تخت پر رکھی گئی تھیں۔ وہ تخت بھی بوسیدہ ہوکر اور گل کر زمین کے برابر ہوگیا تھا مگر اُس کے نشان بھی راکھ میں جدا معلوم ہوتے تھے اُنھوں نے اُنگلی سے چھوا تو معلوم ہوا کہ بالکل راکھ ہے۔ اور ہڈیوں اور راکھ کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ مگر جب سوراخ میں سے دیکھا جاتا تھا تو وہ تمام نقش جو راکھ میں قائم تھے بالکل مجسم و مسلم لاشیں معلوم ہوتی تھیں۔ تم خیال کرو کہ اگر ہم ایک تصویر کو ایک صندوق میں رکھدیں اور ایسی حکمت کریں کہ کسی قدر شعاع آفتاب کی اُس میں پہونچے اور اُس کے پہلو میں ایک چھید کرکے اُسکو دیکھیں تو وہ تصویر بالکل مجسم معلوم ہوگی۔ پس اس طرح سے اس قسم کی پرانی لاشیں جو کسی پہاڑ کے نل میں سے دیکھی جاتی ہیں تو وہ مسلم معلوم ہوتی ہیں۔ اسی طرح اصحاب کہف کی لاشوں کے دیکھنے والوں کو وہ لاشیں مجسم معلوم ہوتی ہونگی۔ کیونکہ کسی مصنف نے لکھا ہے کہ اصحاب کہف کی ہڈیاں ایک بڑے پتھر کے بکس میں بند

ہر ایک سیدھی سادھی بات کو بھی ایک حیرت انگیز طریقہ پر اور عجائبات و کرامات کے نمونہ پر بیان کرتے۔ اُسی عادت کے موافق اصحاب کہف کے قصہ میں بھی عجیب و غریب باتیں ملادی ہیں مگر قرآن مجید اُن سب کو غلط بتاتا ہے۔

اب ہمکو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید کی اُن آیتوں کی جو اصحاب کہف کے قصے سے متعلق ہیں تفسیر لکھیں اور دکھلائیں کہ قرآن مجید میں اُن کا قصہ کس قدر اور کس طرح بیان ہوا ہے اور مفسرین اُن آیتوں کی تفسیر میں کیسے دھوکے میں پڑگئے ہیں۔ واللہ المستعان۔

روپیہ لیکر بازار میں آیا اور چرچا ہوا اور سب لوگ پہاڑ کی کھوہ پر گئے۔
پھر کسی نے کہا وہ زندہ تھے ایک دفعہ بات کہکر وہ گئے۔ کسی نے
کہا ایسا بغیر کسی نقصان کے اثنا شب [illegible] میں [illegible]
ایسے واقعات [illegible]
[illegible]
[illegible]

قرآن مجید میں جو اس قصہ کو بیان کیا ہے وہ بالکل سیدھا
اور صاف ہے کہ خدا نے اس قصہ کو اسی قصہ سے بیان کیا
ہے کہ جو غلط باتیں اور عجائبات اس قصہ کے ساتھ مشہور تھے
اُن کی غلطی ظاہر ہو یا اُن کی تکذیب کی جاوے اور بتا دیا جاوے کہ
اصلی واقعہ کیا ہے ۔

مگر افسوس ہے کہ مفسرین نے جن کے دماغ [illegible] افواہی
روایتوں سے بھرے ہوئے تھے اور عیسائی بھی اور ان کے ساتھ
عرب اور ایشیا کے لوگ بھی اس قصہ کو عجائبات قدرت و معجزات
کے طور پر بیان کرتے تھے قرآن مجید کی آیتوں کی بھی ویسی ہی تفسیریں
کیں جس سے خود خدا نے کہا تھا فمثلهم كمثل الذي فتر القول
بما لا يرضى قائله ۔

تمام مفسرین کی سوائے معتزلہ کے یہ عادت ہے کہ اپنی تفسیروں
میں محض بے سند اور افواہی روایتوں کو بلا تحقیق لکھتے چلے جاتے
ہیں اور ذرا بھی تحقیق کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ علاوہ اس کے
انھوں نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ جہاں تک ہو سکے

یہ قصہ امام محمد اسمٰعیل بخاری نے بھی اپنی کتاب صحیح بخاری میں بیان کیا ہے۔ مگر کچھ شبہ نہیں ہو سکتا کہ اس مقام پر لفظ رقیم سے اُن لوگوں کے قصہ کی طرف اشارہ نہیں ہے ؎

اول تو اس لیئے کہ اُس گروہ پر اصحاب الرقیم کا اطلاق نہیں ہوا۔ دوسرے یہ کہ خدا تعالیٰ نے اس مقام پر دو گروہ کے قصے نہیں بیان کیئے بلکہ صرف ایک گروہ کا قصہ بیان کیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اصحاب کہف و رقیم ایک ہی گروہ کا لقب تھا ؎

ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ جہاں خدا نے اصحاب کہف کی تعداد میں لوگوں کا اختلاف بیان کیا ہے کہ کوئی تو کہتا ہے کہ وہ تین شخص تھے کوئی کہتا ہے کہ پانچ تھے کوئی کہتا ہے سات تھے۔ پس بعض لوگوں نے تین کی تعداد پر خیال کر کے رقیم کے لفظ سے اُس گروہ کا اشارہ سمجھا جن کی تعداد تین تھی اور وہ بھی پہاڑ کے غار میں اوپر سے پتھر گرنے کے سبب بند ہو گئے تھے۔ مگر جیسا کہ ہم نے بیان کیا نہ کوئی وجہ پائی جاتی ہے اور نہ اس بات کا کوئی ثبوت ہے کہ اِن لوگوں پر اصحاب الرقیم کا اطلاق ہوا ہو البتہ قسطلانی شرح صحیح بخاری میں شہاب الدین احمد بن محمد الخطیب نے اصحاب الغار کا اُن پر اطلاق کیا ہے مگر اصحاب الرقیم کا کسی نے اطلاق نہیں کیا ؎

بیضاوی اور نیز اور مورخوں اور مفسروں نے رقیم کے معنوں میں اختلاف کیا ہے بعضوں نے کہا کہ جس پہاڑ میں اصحاب کہف

تفسیر الآیات من القرآن العظیم

فی قصة

اصحاب الکہف و الرقیم

سب سے اول اس امر کا تصفیہ کرنا چاہئے کہ اصحاب کہف و رقیم کا ایک ہی گروہ پر اطلاق ہوا ہے یا دو مختلف گروہوں پر یعنی جن لوگوں پر اصحاب کہف کا اطلاق ہوا ہے انھیں پر رقیم یعنی اصحاب رقیم کا اطلاق ہوا ہے یا اصحاب کہف ایک جدا گروہ تھا اور اصحاب رقیم جدا گروہ۔ جو کچھ بحث ہو سکتی ہے وہ رقیم کے لفظ پر ہو سکتی ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے جیسا کہ تفسیر بیضاوی اور اور کتابوں میں بھی لکھا ہے کہ اصحاب الرقیم ایک جدا گروہ تھے اور وہ تین شخص تھے کہیں جاتے تھے راستے میں مینہ آیا ایک پہاڑ کے غار میں جو بیٹھے اوپر سے پہاڑ گرا اور غار کا مونھ بند ہو گیا۔ ان لوگوں نے خدا کے سامنے عاجزی کی اور اس مصیبت سے نکلنے کی دعا مانگی کچھ عرصہ کے بعد جو پتھر پہاڑ کا اوپر سے پھسل گرا تھا اور جس نے غار کا مونھ بند کر دیا تھا اور وہ نیچے کو پھسل گیا اور غار کا مونھ کھل گیا۔"

تمام مفسرین قصۂ اصحاب کہف کی شان نزول میں لکھتے ہیں کہ نضر بن الحارث اور عقبہ بن ابی معیط مدینہ کے یہودیوں کے احبار یعنی علماء کے پاس گئے اور آں حضرت صلعم کے حالات اُن سے کہے اُن لوگوں نے کہا کہ تم اُن سے تین سوال کرو اگر وہ جواب دیں تو نبی ہیں اور نہیں تو نہیں ۔

ایک[1] یہ کہ چند جوان جو اگلے زمانہ میں گذرے اُن کا کیا حال ہے ۔

ایک[2] یہ کہ اُس شخص کی جو بڑا پھرنے والا تھا اور زمین کے مشرق اور مغرب تک پہونچا تھا اُس کے حالات کیا ہیں ۔

ایک[3] یہ کہ روح کیا ہے ۔

پہلے سوال کے جواب میں اصحاب کہف کا قصہ نازل ہوا مگر ہمارے نزدیک نہ اس تمہید کی جو سوالات کرنے کے باب میں بیان ہوئی کوئی سند ہے اور نہ اس بات کی طرف کہ اصحاب کہف کے قصہ کی نسبت کسی نے سوال کیا تھا کوئی اشارہ ہے ذو القرنین کا حال اور روح کی ماہیت بلاشبہ لوگوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھی تھی اور قرآن مجید میں اُس کی طرف اشارہ ہے جہاں فرمایا ہے۔ یسئلونک عن ذی القرنین ۔ یسئلونک عن الروح ۔

مگر اصحاب کہف کے قصہ میں کوئی لفظ ایسا نہیں ہے جس سے پایا جاوے کہ وہ قصہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا تھا ۔ معہذا نبی ہونے کی شناخت ان سوالوں کے جواب پر منحصر کرنا کیسی ایک لغو اور بیہودہ بات ہے ۔

۲۵

چھپے تھے اُس کا نام ہے کسی نے کہا جس جنگل میں وہ پہاڑ تھا اُس جنگل کا نام ہے۔ بعضوں نے کہا کہ جہاں وہ پہاڑ تھا اُس شہر کا نام ہے مگر یہ سب قول قابل اعتبار نہیں ہیں اس لیے کہ جغرافیہ اُس ملک کی جہاں وہ پہاڑ تھا ان قول میں کسی کی مساعدت نہیں کرتا ٭

بعضوں کا قول ہے کہ رقیم اُن کے کتے کا نام تھا اور اس کی سند میں امیہ بن ابی الصلت شاعر جاہلی کا شعر لایا جاتا ہے جس میں اُس نے کہا ہے۔ ولیس بھا الا الرقیم مجاورا۔ مگر اس قول پر بھی طمانیت نہیں ہو سکتی کیونکہ جس طرح رقیم کی نسبت مختلف باتیں مشہور تھیں یہ بھی مشہور ہو گا کہ رقیم اُن کے کتے کا نام تھا اسی کو شاعر نے اپنے شعر میں نظم کر دیا ٭

رقیم کے معنی از روئے لغت کے لکھے ہونے کے ہیں صحیح بخاری میں بھی رقیم کی تفسیر میں لکھا ہے کہ "الرقیم الکتاب مرقوم مکتوب من الرقم" بخاری[۱] نے بھی سعید بن جبیر کا قول نقل کیا ہے کہ انھوں نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رقیم سیسہ کی تختی تھی جس پر اصحاب کہف کا حال اور اُن کے نام لکھے گئے تھے اسی وجہ سے اُن کو اصحاب الرقیم بھی کہتے تھے۔ پانچویں صدی عیسوی کے اخیر میں یا چھٹی صدی کے شروع میں یعنی آنحضرت صلعم سے پہلے ایشیا مینر کے بشپ نے اس قصہ کو بطور عیسائی مذہب کے متبرک قصہ کے تحریر کیا تھا پس ہر صورت سے اصحاب کہف پر اصحاب الرقیم کا اطلاق صحیح و درست ہوتا ہے اور رقیم عطف تفسیری ہے اصحاب کہف کی۔ و ہو الصحیح عندنا ٭

[۱] قال سعید [بن جبیر] عن ابن عباس الرقیم اللوح من الرصاص کتب عاملهم اسماءهم (ای اسماء اصحاب الکهف) ثم طرحه فی خزانته (بخاری)

کہے تھے ۔ آپ نے فرمایا کہ میں کل اس کا جواب دوں گا مگر انشاء اللہ
تعالیٰ کہنا بھول گئے ۔ پندرہ دن تک جبرئیل نہ آئے نہ وحی لائے ۔ قریش
ایسی ویسی باتیں بنانے لگے ۔ آنحضرت صلعم ملول و متفکر ہوئے
محض غلط اور ساختہ کہانی ہے اور حدیث کی کسی معتبر کتاب میں
روایت نہیں ہے ۔

لوگوں کی عادت ہے کہ جہاں قرآن مجید کی کسی آیت میں اس قسم کا
کوئی لفظ دیکھا جس کو کسی قصہ سے تعلق ہو سکتا ہے اسکی مناسبت سے
ایک قصہ روایت کرنے لگے اور بدقسمتی سے مفسرین نے ان روایتوں
کو اپنی تفسیروں میں نقل کر کے شہرت دی [illegible] ہے کہ
[illegible] کہنا [illegible] کل [illegible] دوں گا غیب
انشاء اللہ کہنے [illegible] کا جواب تو بہل بات ۔

اس [illegible] روایت [illegible] قصہ [illegible] قریش نے قصہ پوچھا تھا
اور آپ نے [illegible] کا جواب دوں گا [illegible] انشاء اللہ نہیں
کہا تھا [illegible] نعوذ باللہ
من هذه الشطحیات ۔

اول تو [illegible] قرار دینا صحیح نہیں
[illegible] پر ہوتا ہے تعالیٰ
سورہ لقمان [illegible] کل کیا کرے گا پس
خدا کے لئے [illegible] دوسرا [illegible]
[illegible] آنے والا زمانہ [illegible] ہے
[illegible] کیا کرے گا ۔

ولا تقولن لشيء اني فاعل ذلك غدا الا ان يشاء الله واذكر ربك اذا نسيت وقل عسى ان يهدين ربي لاقرب من هذا رشدا (سورہ کہف)

[illegible]

ان الله عنده علم الساعة وينزل الغيث ويعلم ما في الارحام وما تدري نفس ماذا تكسب غدا (سورہ لقمان)

۹ ام حسبت ان اصحٰب الکہف والرقیم کانوا من اٰیٰتنا عجبا

[illegible] اصحاب کہف کا قصہ
یہودیوں کا [illegible] مذہب کے
لوگوں کا [illegible]
[illegible] حضرت کا [illegible]
[illegible] ہے۔

علاوہ اس کے [illegible] کے
زمانہ سے [illegible] معلوم ہوگا [illegible]
[illegible] امیہ بن ابی الصلت [illegible]
[illegible]

[illegible] الرقیم [illegible] الکہف [illegible]
[illegible]
[illegible] ہے۔

[illegible]
[illegible] حقیقت [illegible]
لوگوں نے [illegible] عجیب [illegible]
[illegible] اصحاب کہف و رقیم
[illegible] عجیب [illegible]
اس جماعت کے [illegible] شامل [illegible] سن لیا تو
کا یہ فرمانا کیا تو نے اس کو عجیب سمجھا ہے صحیح نہیں ہو سکتا ہے [illegible]
معمولی چیز نہیں کہا جا سکتا اگر کیا تو نے [illegible] عجیب بات ہے۔
یہ کہانی کہ قریش نے [illegible] آنحضرت صلعم سے تین سوال

[illegible] اُس میں بھی [illegible] ہیں [illegible] اس سے [illegible]
فرمایا [illegible] معلوم ہوتا ہے [illegible] شان [illegible]
شان نزول [illegible] مفسرین نے [illegible] لکھی ہے تفسیر کبیر میں
لکھا ہے کہ قریش نے [illegible] یہود [illegible] شان نزول پر جو نقل
کیا ہے کہ یہ شان نزول صحیح نہیں ۔ وہ جو لکھا [illegible] اس قصہ کی شان
نزول جو خود قرآن مجید سے بدلالت نص پائی جاتی ہے ہم بیان کرتے
ہیں کہ آنحضرت صلعم نے کافروں سے یہ قصہ [illegible] ان میں
مشہور تھا سنا اور آپ نہایت متعجب ہوتے تھے ۔ خدا تعالےٰ نے
اُس تعجب کے دور کرنے کو فرمایا کہ اے محمد کیا تو نے سمجھا ہے کہ اصحاب
کہف اور رقیم میری عجیب نشانیوں میں سے تھے یعنی وہ کچھ عجیب تھے ۔
علمائے مفسرین نے بھی یہی معنی اختیار کئے ہیں ۔ مگر باوجود عجیب
ہونے کے نفی کرنے کے اُس کا عجیب ہونا قایم رکھتے ہیں اور
کہتے ہیں کہ اس لیئے عجیب نہیں ہے کہ خدا کی تمام نشانیاں عجیب
ہیں یا یہ کہ خدا کی مخلوقات مثلاً آسمان اور زمین وغیرہ اس قصہ سے
بھی اعجب یعنی عجیب تر ہیں ۔

مگر ان دونوں دلیلوں میں غلطی ہے بیشک خدا کی تمام مخلوقات
اور اُس کے تمام کام فی نفسہ عجیب ہیں مگر جو روزمرہ دیکھنے وبرتنے
میں آتے ہیں اُن کا عجیب ہونا نہیں سمجھا جاتا بلکہ اُسی کا عجیب ہونا
سمجھا جاتا ہے جو معمولی باتوں سے بڑھکر ہو بس یہ کہنا کہ قصہ اصحاب
کہف عجیب تو ہے مگر چونکہ تمام کام خدا کے عجیب ہی ہیں اس لیئے اس قصہ
کو بالتخصیص عجیب مت سمجھو بالکل غلط اور خلاف مقصود آیت کریمہ ہے کیونکہ

٤٧ [illegible] یعنی اظننت ان اصحاب الکہف والرقیم کانوا من آیاتنا عجبا ای عجبا من آیاتنا وقیل معناہ اظننت انہم کانوا اعجب آیاتنا فان ما خلقت من السموات والارض وما فیہن من العجائب اعجب منہم (معالم التنزیل)

زمانہ جاہلیت میں بھی غد کے لفظ کا اس معنی میں استعمال ہوتا تھا جیسے کہ زیاد ابن معاویہ المعروف بالنابغہ الذبیانی جاہلی شاعر نے کہا ہے :۔

لا مرحبا بغدٍ و لا اھلاً بہٖ ۔ ان کان تفریق الاحبۃ فی غدٍ

پس اس آیت میں جو لفظ غدا ہے بسبب اُس کے معنی دوسرے دن کے نہیں ہیں خدا نے فرمایا کہ جب تم آیندہ زمانہ میں کسی کام کے کرنے کو کہو تو اُس کے ساتھ انشاء اللہ کہہ لیا کرو۔ لوگوں نے اس خیال سے کہ یہ آیت سورۂ کہف کی آیتوں میں شامل ہے اور غدا کا لفظ اُس میں آیا ہے اور لوگوں کا ذی القرنین کی نسبت اور روح کی نسبت بھی سوال کرنا قرآن میں مذکور ہے ایک روایت جسکی کوئی سند نہیں ہے بنا کھڑی کی اور بہاے مفسروں نے اپنی تفسیروں میں نقل کرنا شروع کر دیا ٭

خدا تعالیٰ نے اس مقام پر اصحاب کہف کے قصہ کو اخیر تک بیان نہیں کیا بلکہ صرف اُسیقدر بیان کیا ہے جہاں تک اُس بات سے علاقہ رکھتا ہے جس سے اس قصہ کا عجیب وغریب اور مافوق الطبیعت ہونا لوگوں نے بیان کیا ہے باقی قصہ کو چھوڑ دیا ہے کیونکہ اُس کے بیان کی ضرورت نہ تھی اس لیئے جب مقام پر اُس قصہ کو چھوڑا اپنے پیغمبر کو نصیحت کی ہے کہ جو کام آیندہ کو کرنا ہو بغیر انشاءاللہ کہے مت کہو کہ میں کروں گا اور اگر انشاءاللہ کہنا بھول جاوے تو اُسکو یاد کر لے یعنی یاد آنے پر کہہ لے۔ یہ جملہ اس مقام پر اس لیئے فرمایا کہ خدا نے قصہ کو ناتمام چھوڑ کر اپنے پیغمبر سے فرمایا۔ کہ یہ کہہ ؎ کہ ہدایت کرے مجھ کو میرا پروردگار اس سے بھی قریب زیادہ ٹھیک بات کی یعنی جو قصہ باقی

۴ قل عسی ان یہدین ربی لاقرب من ہذا رشدا (سورۂ کہف)

اور جیسے واقعات انسانوں پر گزرتے ہیں ویسے ہی اُن پر بھی گزرے تھے
کوئی امر خلاف عادت جو تعجب انگیز ہو نہیں ہوا ٭

اب یہ امر قابل غور ہے کہ قرآن مجید میں اس قصہ کو دو ٹکڑے کر کے
بیان کیا ہے پہلی دفعہ بہت ہی مختصر طور پر اس کو کہا ہے اور صرف
وہی حصہ تمام بیان کیا ہے جس کے سبب وہ قصہ عجیب ہو جاتا
ہے اور پہلی آیت میں اس کے عجیب ہونے کی نفی کی تھی اور
اُس کے ساتھ کوئی ایسا لفظ بھی نہیں ہے جو اُس قصہ کے واقعی
ہونے پر اشارہ کرتا ہو ٭

برخلاف اس کے جہاں پر قصہ شروع کیا ہے اُسکی ابتدا میں
فرمایا ہے کہ ہم بیان کرتے ہیں تجھ سے ان کا ٹھیک واقعی قصہ پس پہلے
بیان کی نسبت خود خدا تعالیٰ نے اُس کا بیان کرنا اپنی طرف نسبت
نہیں کیا اور دوسرے بیان کو ٹھیک بتایا اور اپنی طرف نسبت کیا اسکے
لیئے کوئی وجہ ہونی چاہیئے ٭

تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے انکے قصے کا ایک ٹکڑا بیان
کیا پھر کہا کہ ہم بیان کرتے ہیں تجھ سے ان کا ٹھیک یعنی سچا قصہ مگر صاحب تفسیر
کبیر نے بھی کوئی وجہ نہیں بیان کی کہ ان دونوں بیانوں میں کیوں اسطرح
تفریق کی ہے مگر یہ لفظ صاف اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ پہلے
جس قدر بیان ہوا وہ قصہ وہ نہیں ہے جس کے بتلانے کا خدا نے
ارادہ کیا تھا بلکہ پہلے وہ بیان کیا ہے جو لوگوں میں مشہور تھا اور جس سے
وہ قصہ عجیب ہو گیا تھا اور پھر واقعی قصہ بیان کیا ہے جس میں وہ
امر تعجب انگیز نہیں ہے اور دونوں کے مقابلہ کرنے سے ظاہر ہوتا ہے

۴ نحن نقص علیک نبأهم بالحق (سورۂ کہف)

۴ اعلم انہ تعالیٰ ذکر من قبل جملۃ من واقعتہم ثم قال نحن نقص علیک نبأہم بالحق ای علی وجہ الصدق (تفسیر کبیر)

آیت میں اُس کے عجیب ہونے کی نفی سے یہ مراد ہے کہ وہ ایک معمولی واقعہ ہے جو انسانوں پر گذرا ہے اس میں تعجب کرنے کی کوئی بات نہیں ۔

دوسرا استدلال کہ اور کام خدا کے اس سے بھی زیادہ تر عجیب ہیں اس سبب لیئے کہ وہ تو عجیب ہیں مگر یہ عجیب نہیں اور بھی زیادہ مہمل اور بے معنی ہے آیت میں اس کے عجیب ہونے کی نفی کی گئی ہے اس میں لفظ عجبا ہے اگر اعجب کا لفظ ہوتا تو ممکن تھا کہ وہ نفی زیادہ تر عجیب ہونے سے متعلق ہوتی اور قصہ کا فی نفسہ عجیب ہونا باقی رہتا مگر جبکہ عجیب ہونے کی ہی نفی ہے تو بجز اس کے کہ وہ ایک عام واقعہ ہو جو دنیا میں ہوتے ہیں اور کوئی صفت تعجب کی اس میں باقی نہیں رہتی ۔ بلاشبہ خدا تعالیٰ کی تمام نشانیاں اور اس کی قدرت و قوت آسمان و زمین انسان و حیوان چیونٹیاں اور مچھلیاں سب عجیب ہیں لیکن باعتبار نفس خلقت کے فی نفسہ عجیب ہیں مگر جو چیزیں جو امور کہ موافق عادت کے ہوتے ہیں تو وہ فی نفسہ عجیب ہوں مگر عادت کے موافق ہونے پر ان سے کوئی تعجب نہیں ہوتا ۔ تعجب جب ہی ہوتا ہے جب کوئی چیز خلاف عادت وقوع میں آوے پس یہ آیت جو تعجب کی نفی پر دلالت کرتی ہے وہ اسی تعجب کی نفی کرتی ہے جو کسی امر کے خلاف عادت ظہور میں آنے سے ہوتا ہے حاصل یہ ہے کہ اصحاب کہف میں کوئی بات تعجب کرنے کے لائق نہیں ہے اُن پر کوئی واقعہ خلاف عادت جس سے تعجب ہو جیسا کہ لوگوں نے مشہور کر رکھا ہے نہیں گذرا وہ ذیل واقعات انسانوں کے ساتھ

ان احتمالات مدت کے لیئے کوئی لفظ سنین عدد سے زیادہ جامع نہیں ہو سکتا تھا *

پھر لفظ بعثنا ہی ایسا ہی جامع ہے کہ جو لوگ اُن کو سوتا ہوا سمجھتے تھے تو سونے سے اُٹھنے پر بھی بعث کے لفظ کا اطلاق ہو سکتا تھا غش سے افاقہ ہونے پر بھی اطلاق ہو سکتا تھا اور مُردہ ہو کر زندہ ہونے پر بھی اس کا اطلاق ہو سکتا تھا اور یہ لفظ لوگوں کے تمام خیالات کے جامع تھے *

ضرب علی الاذان اور بعث کو خدا نے اس مقام پر اپنی طرف منسوب کیا ہے اور کہا ہے فضربنا علی اذانہم ۔ ثم بعثناھم اس کا سبب یہ ہے کہ وہ لوگ ہی جنہوں نے اس قصہ کو عجیب بنایا تھا اور وہی روایتیں چلی آتی تھیں وہ بھی ان کا سُلانا یا غش میں ڈالنا یا مُردہ کر دینا اور پھر اُٹھانا یا جلانا خدا ہی کی طرف منسوب کرتے تھے اس لیئے اس مقام پر بھی خدا نے اُس کو اپنی طرف منسوب شدہ بتایا ہے *

پس جو عجیب چیز اس قصہ میں بنائی گئی تھی وہ اصحاب کہف کا اس قدر مدت دراز تک سوتے رہنا یا غش میں پڑے رہنا یا مرے ہوئے ہو کر پھر زندہ ہونا تھا ۔ جبکہ خدا تعالیٰ نے پہلی آیت میں اس قصہ کے عجیب ہونے کی نفی کی تھی تو اس سے اُن کے اس قدر مدت تک سوتے رہنے یا غش میں پڑے رہنے یا مردہ رہکر زندہ ہونے کی نفی لازم آتی ہے *

اس کی تائید خود قرآن مجید کی اگلی آیتوں سے ہوتی ہے جہاں سے خدا تعالیٰ نے خود اُن کا واقعی و سچا قصہ بیان کرنا شروع کیا ہے اور جس میں اُن کے

کہ یہ امر لوگوں کے باعث تعجب ہے نہ یہ کہ قرآن نے ... ماجرا
واقعی نہیں ہے ۔

لوگوں نے جس طرح اس قصہ کو عجیب بنا دیا تھا خدا نے اس کا
اس طرح بیان کیا ہے کہ " جب وہ چند جوان ایک غار میں آئے تو
انہوں نے کہا کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو اپنے پاس سے رحمت دے
اور مہیا کر ہمارے واسطے ہمارے کام میں بھلائی پھر ہم نے
مار دیا ان کے کانوں پر کھوہ میں گنتی کے برس پھر ہم نے
ان کو اٹھایا تاکہ ہم جان لیں کہ ان دو گروہوں میں سے کونسا گروہ خوب
یاد رکھنے والا ہے ان کے ٹھہرنے کی مدت کو ۔

لوگوں نے جو اس قصہ میں تعجب انگیز بات بنائی تھی وہ یہی کہ جب
وہ کھوہ میں گئے تو بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ وہ سو رہے بعض
کی یہ ہے کہ ان پر غشی چھا گئی محمد بن اسحاق کا قول تفسیر معالم التنزیل
میں نقل کیا ہے کہ خدا نے ان کی روحوں کو وفات دی جیسے کہ سونے
میں روحوں کو وفات دیتا ہے بعض روایتوں میں ہے کہ وہ مر گئے
پس خدا کو ایسا لفظ بولنا تھا جو لوگوں کے ان سب خیالات پر حاوی
ہو اس لیے فرمایا "فضربنا علی اذانہم" یعنی ان کے کانوں کو ایسا
کر دیا جیسے کہ وہ سن نہیں سکتے اور کانوں کی ایسی حالت سو جانے
غشی آ جانے سے مر جانے سے ہر حالت میں ہو جاتی ہے پس ان
لوگوں کے خیالات پر جامع ہونے کو اس سے بہتر کوئی لفظ نہ تھا ۔
پھر فرمایا " سنین عددا ثم بعثناہم " لوگ کہتے تھے کہ ان کی یہ حالت تین برس
تین سو نو برس اور بعض تاریخوں کے حساب سے دو سو برس یا دو سو چالیس برس تک رہی

دائیں جانب کو مائل ہوگا اور جب غروب ہوا ہے تو ان کو کاٹتا ہوا بائیں
کو جاویگا اور وہ کہف کی کشادگی میں ہیں ۔

اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے کہف کا منہ جانب
شمال تھا اور لوگوں نے بھی اس کے منہ کو جانب بنات النعش
کہا ہے جو آسمان پر جانب شمال چند کواکب ہیں پس اب تم اپنا منہ جانب
شمال کرو تو مشرق تمہارے دائیں ہاتھ کو ہوگی اور مغرب بائیں ہاتھ کو اور
سورج جو مشرق سے نکلیگا وہ تمہارے منہ پر ہوتا ہوا یعنی تمکو یا تمہارے مقام
سکونت کو کاٹتا ہوا تمہارے بائیں ہاتھ کی طرف غرب کو چلا جاوے گا
یہ حال خدا نے اس لیے بیان کیا تاکہ سمجھ میں آوے کہ اس کہف یعنی
پہاڑ کی کھوہ میں بالکل اندھیرا تھا اور سورج کی روشنی کسی طرح نہیں
جاسکتی تھی ۔

پہاڑ میں جو اس قسم کی کھوہ ہوتی ہے وہ دور تک جاتی ہے اور تنگ چلی جاتی ہے
اور کسی مقام پر چوڑی ہو جاتی ہے اس چوڑی جگہ کو خدا نے فرمایا ہے کہ وھم فی
فجوۃ منہ یعنی اصحاب کہف اس کھوہ کی چوڑی جگہ میں تھے ۔

اس کے بعد خدا فرماتا ہے کہ یہ ہے اللہ کی نشانیوں میں سے جسکو
خدا ہدایت کرے وہی ہدایت پانے والا ہے اور جسکو گمراہ کرے پھر تو
اس کا کوئی دوست راہ بتانے والا نہیں پاوے گا ۔

اگر کوئی یہ سمجھے کہ خدا تعالیٰ نے اصحاب کہف کو یا اس پہاڑ کی کھوہ
کو یا اصحاب کہف کے وہاں جا کر رہنے کو اللہ کی نشانیوں میں سے
قرار دیا ہے تو یہ محض غلطی ہوگی کیونکہ اس کے آگے جو الفاظ ہیں
کہ من یہد اللہ فہو المہتد ومن یضلل فلن تجد لہ سبیلا

ع ذٰلک من آیٰت اللہ من یہد اللہ فہو المہتد ومن یضلل فلن تجد لہ ولیا مرشدا (سورہ کہف)

اِس قدر زمانہ دراز تک سوتے رہے یا غش میں پڑے رہے یا مُردہ رہے کا مطلق ذکر نہیں ہے نتیجہ اِس بحث کا یہ ہے کہ یہ جو لوگوں میں مشہور تھا کہ اصحاب کہف اِس قدر مدت دراز تک سو کر یا غش میں پڑے رہ کر یا مُردہ ہو کر زندہ ہوئے صحیح نہیں تھا ❖

اب خدا تعالیٰ صحیح قصہ اصحاب کہف کا بتاتا ہے۔ وہ فرماتا ہے کہ ہم بیان کرتے ہیں تجھ پر اُن کا سچا قصہ۔ ہاں وہ چند جوان تھے جو اپنے پروردگار پر ایمان لائے تھے اور ہم نے اُن کو زیادہ ہدایت کی تھی اور مضبوط کر دیا تھا اُن کے دلوں کو جبکہ وہ کھڑے ہوئے (یعنی جابر اور بُت پرست بادشاہ کے سامنے جو بُت پرستی پر اُن کو مجبور کرتا تھا) اُنھوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار آسمانوں اور زمین کا پروردگار ہے ہم اُس کے سوا کسی اور کو خدا نہیں پکارتے اور جب ہم نے ایسا کہا (یعنی کسی دوسرے کو خدا کہا) تو بیشک بیہودہ بات کہی۔ اِس کے بعد اُنھوں نے آپس میں کہا کہ یہ ہماری قوم ہے اللہ کے سوا خدا ٹھہراتے ہیں کیوں نہیں لاتے اُن کے خدا ہونے پر صاف دلیل پھر کون شخص زیادہ ظالم ہے اُس سے جس نے بہتان باندھا خدا پر جھوٹ۔ اور جب تم اُن سے الگ ہو جاؤ اور اُس سے جس کی وہ عبادت کرتے ہیں اللہ کے سوا تو چل رہو کہف میں تاکہ وسیع کر دیوے تمہارے لیئے تمہارا پروردگار اپنی رحمت کو اور طیار کرے تمہارے لیئے تمہارے کاموں میں آرام کا ذریعہ ❖

اب خدا تعالیٰ اُس کہف کا حال بتاتا ہے جس میں اصحاب کہف جا کر رہے تھے کہ تو دیکھے آفتاب کو جب وہ طلوع کرے تو وہ اُن کے کہف

نحن نقص عليك نبأهم بالحق انهم فتية آمنوا بربهم وزدناهم هدى وربطنا على قلوبهم اذ قاموا فقالوا ربنا رب السموات والارض لن ندعوا من دونه الها لقد قلنا اذا شططا (سورہ کہف) ع ۱۳
هؤلاء قومنا اتخذوا من دونه الهة لولا يأتون عليهم بسلطان بين فمن اظلم ممن افترى على الله كذبا واذ اعتزلتموهم وما يعبدون الا الله فاووا الى الكهف ينشر لكم ربكم من رحمته ويهيئ لكم من امركم مرفقا (سورہ کہف) ع ۱۴
وترى الشمس اذا طلعت تزاور عن كهفهم ذات اليمين واذا غربت تقرضهم ذات الشمال وهم في فجوة منه (سورہ کہف)

کی نسبت بھی بہت سی افواہیں اور بے سند روایتیں لکھی ہیں۔ و اُنکی اس حالت کو زمانہ مت بعد کی حالت قرار دیا ہے حالانکہ جس طرح خدا تعالیٰ نے اصحاب کہف کی اُس وقت کی حالت کو جب وہ پہاڑ کی کھوہ میں سے نکلے تھے بیان کیا ہے اسی طرح اُس وقت کی اُن کی وحشت انگیز حالت کو بیان فرمایا ہے ؛

قرآن مجید کا یہ محاورہ ہے کہ جب کسی گذشتہ واقعہ پر تنبیہ کرنا یا توجہ دلانا چاہتا ہے تو گذشتہ واقعہ کو موجود قرار دیکر خطاب کے الفاظ سے مخاطب کرتا ہے جیسے کہ الم تر کیف فعل ربک باصحاب الفیل ؛

پہاڑ کی کھوہ کی نسبتاً ایک وحشتناک جگہ ہوتی ہے سنہ ۱۸۶۲ء میں جبکہ میں لندن میں تھا تو ایک دوست سے ملنے برسٹل میں گیا جو ایک خوبصورت شہر ہے اُسکے قریب سمندر کی کھاڑی کے کنارے پر ایک چھوٹا سا پہاڑ کا ٹیلہ ہے اُس میں ایک کھوہ ہے جس میں کسی اگلے زمانہ میں کوئی ہرمٹ یعنی عیسائی درویش رہتا تھا میں اُس کھوہ کو دیکھنے گیا تھا غالباً وہ کچھ بہت بڑی تھی کئی سو فیٹ کی لمبی ہوگی مگر ایسی تنگ و تاریک تھی کہ کوئی چیز یہاں تک کہ پاس کا آدمی بھی دکھائی نہیں دیتا تھا۔ جو شخص اُس کے دکھانے کو ہمارے ساتھ تھا مہربانی سے روشنی لایا کہ ہم روشنی کے ذریعہ سے اُس میں جاویں۔ قریباً نصف راستہ ہم نے طے کیا ہوگا کہ اس زور سے اور عجیب نفرت انگیز آواز سے ہوا آنی شروع ہوئی جس نے ہمکو پریشان کر دیا اور جو روشنی ہمارے ساتھ تھی وہ گل ہوگئی ہم آگے نہ گئے اور واپس چلے آئے معلوم ہوا کہ

وہ صاف بتلاتے ہیں کہ اصحاب کہف جو اپنے ایمان پر اور خدا پرستی
پر مستحکم تھے اور خدا نے نہایت سختی اور جبر میں بھی جو بُت پرست
بادشاہ کی طرف سے بتوں کے پوجنے پر ہوتے تھے اُن کے
دلوں کو مضبوط رکھا اُس کی نسبت خدا نے فرمایا ذٰلک من آیات اللّٰہ ۔
اب خدا تعالیٰ اصحاب کہف کی حالت بیان کرتا ہے کہ تو انکو دیکھے
اگر دیکھے تو گمان کرے کہ وہ جاگتے ہیں حالانکہ وہ سوتے ہیں اور ہم
اُن کو داہنی کروٹ اور بائیں کروٹ پر بدل دیتے ہیں اور اُن کا کتا
کھوہ کے دہانہ پر ہاتھ پھیلائے ہوئے بیٹھا ہے ۔

خدا تعالیٰ نے اس سے پہلے اصحاب کہف کا پہاڑ کی کھوہ میں
جانا بیان کیا ہے اُس کے بعد اس کھوہ کی حالت بیان کی ہے اور
اب اصحاب کہف کی حالت بیان کی ہے ۔ پس یہ حالت اُسی وقت
کی ہے جبکہ اصحاب کہف کھوہ میں گئے تھے نہ زمانہ موجودہ کی یا اُسکے
کسی زمانہ مُتد کے بعد کی ۔ تحسبہم ایقاظا کی نسبت مفسروں نے
بہت سی بے اصل باتیں لکھی ہیں الا قرآن مجید سے جو اسکی وجہ پائی
جاتی ہے وہ صرف خدا کا یہ فرمانا ہے کہ نقلبہم ذات الیمین و ذات
الشمال اور یہی بات سچ ہے وہ پتھریلی کھوہ میں جا کر سوتے تھے اور
اُسکے سبب سے گھڑی گھڑی کروٹیں بدلتے ہوں گے اور اُن کی
اس تکلیف کو خدا نے اس طرح پر ظاہر فرمایا ہے ۔

اُسکے بعد خدا تعالیٰ اُس وحشت اور خوفناک حالت کو جس میں اصحاب کہف
پہاڑ کی کھوہ میں جا کر چھپنے سے مبتلا ہوئے تھے بتاتا ہے اور فرماتا ہے کہ اگر تو اُن کو
دیکھتا تو اُن سے اُلٹا بھاگتا اور تجھ پر اُن سے خوب چھا جاتا مفسرین نے اس آیت

٩ وتحسبہم ایقاظا وہم رقود ونقلبہم ذات الیمین وذات الشمال وکلبہم باسط ذراعیہ بالوصید (سورۂ کہف)

١٠ لو اطلعت علیہم لولیت منہم فرارا ولملئت منہم رعبا (سورۂ کہف)

میں جس کی نسبت خدا نے کہا نحن نقص علیک نبأهم بالحق کوئی
اشارہ اس بات کا ہے کہ اُن کا سوتے رہنا زمانہ طویل غیر عادی اور
غیر قیاسی اور غیر طبعی تک ہوا تھا بلکہ تمام سیاق سے پایا جاتا ہے
کہ وہ کہف میں چھپے وہاں سو رہے اور معمولی قاعدہ پر اُٹھے آپس میں
پوچھنے لگے کہ کتنا سوئے ۔

بعض مفسرین نے استدلال کیا ہے کہ ہرگاہ اُن کے اُٹھنے
کی علت یہ بیان ہوئی ہے کہ وہ آپس میں سوال کریں کہ کتنا سوئے تو
زمانہ نوم میں ضرور کوئی ندرت ہوگی اور اُس ندرت کو نوم زمانہ طویل قرار
دیا ہے۔ مگر یہ اُن کی محض غلطی ہے ایک امر کے بعد دوسرے امر کو
جو اُس کے متصل واقع ہو ابلام کے ساتھ بیان کرنے سے یہ
لازم نہیں آتا کہ دوسرا امر اُس کی علت ہو قرآن مجید کا سیاق کلام
ایسا ہی ہے کہ ایک واقعہ کے بعد جو دوسرا واقعہ ہوتا ہے اُس کو
لام کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے جس سے محض تعقیب مراد ہے نہ علت
چنانچہ قرآن مجید میں بہت جگہ جہاں لام آیا ہے وہ ہرگز اپنے ماقبل کی علت
نہیں ہے اسی سورہ میں خدا نے فرمایا ہے ثم بعثناهم لنعلم ای الحزبین
احصی لما لبثوا پس خدا کا علم اُن کے زمانہ نوم کی نسبت اُن کے اُٹھنے کا
معلول نہ تھا۔ اسکے سوا اور بہت سے مقام قرآن مجید میں اس سے زیادہ
صاف طور پر آئے ہیں جہاں خدا نے فرمایا ہے وما جعلنا القبلة التی
کنت علیها الا لنعلم من یتبع الرسول اور جہاں فرمایا ہے وما کان
له علیهم من سلطان الا لنعلم من یؤمن بالآخرة اور جہاں فرمایا
ہے فالتقطه آل فرعون لیکون لهم عدوا و حزنا

اُس کھوہ میں جنوب کی جانب کوئی سوراخ یا موکھا ہے اُس میں سے
یہ شدید ہوا آتی ہے۔ جو شخص ہمارے ساتھ تھا اُس نے بیان
کیا کہ تھوڑی دور آگے ہم گئے تو پایا وہ ڈھائی گز چوڑی ایک جگہ ہے
اُس میں بہت ریتا تھا میں سمجھتا ہوں کہ اسی نسبت کی جانب
سورہ کہف میں خدا تعالے نے وھم فی فجوۃ منہ ۱۵ الصادق
کیا ہے ❖

یہاں تک صرف مضامین قرآن مجید سے پائی گئی کہ اصحاب کہف ان
بُت پرست بادشاہ کے خوف سے بھاگے اور پریشانی کی حالت میں ایک
وحشت انگیز جگہ میں جو پہاڑ کی تنگ و تاریک کھوہ تھی جاکر چھپے اور وہاں
سو رہے پھر خدا نے اُن کو جگا یا یعنی وہ جاگے چنانچہ خداوند تعالے
فرماتا ہے " اور اسی طرح ہم نے ان کو اٹھایا تاکہ وہ آپس میں پوچھیں
اُن میں سے ایک کہنے والے نے کہا کہ تم کتنا سوئے اُنھوں نے
کہا ایک دن سوئے یا ایک دن سے کچھ کم وہ بولے کہ تمہارا
پروردگار جانتا ہے کہ تم کتنا سوئے ❖

پہاڑ کی کھوہ جس میں وہ جاکر چھپے تھے نہایت اندھیری تھی سورج
کی روشنی اُس میں نہیں پہونچتی تھی یہ ایک معمولی بات تھی کہ جب وہ
سو کر اُٹھے تو پوچھا کہ کس قدر سوئے اُس اندھیری کھوہ میں کسی نے
کہا دن بھر یا کچھ کم سوئے جوکہ وہ لوگ بسبب اندھیرے کے ٹھیک
انداز نہیں کر سکتے تھے اُنھوں نے کہا خدا معلوم کتنا سوئے ❖

یہ اُن کا سونا اور جاگنا پہاڑ کی کھوہ میں جانے کے بعد ایک معمولی زمانہ تک سو کر
جاگنا تھا اور کوئی عجیبات اُسمیں نہ تھی اور نہ قرآن میں اس مقام پر یعنی اس قصہ

وکذالک بعثناھم لیتساءلوا بینھم قال قایل منھم کم لبثتم قالوا لبثنا یوما او بعض یوم قالوا ربکم اعلم بما لبثتم (سورہ کہف)

توپتھر مار کر مار ڈالیں گے یا تمکو اپنے مذہب میں پھیر لیں گے اور اُس وقت تم کبھی فلاح نہیں پانے کے ٭

اسکی تصریح قرآن مجید میں نہیں کہ وہ صرف ایک ہی دفعہ کھانا لینے گیا یا اسی طرح متعدد دفعہ روپیہ کھانا لایا کرتا تھا۔ مگر تفسیر معالم التنزیل میں محمد بن اسحق کی روایت لکھی ہے کہ "فلبثوا بذلک ما لبثوا" یعنی وہ اسی طرح کرتے تھے جب تک کہ وہ کرتے رہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک عرصہ تک وہ اسی طرح اپنا کھانا شہر سے منگاتے رہے ٭

اس کے بعد خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اسی طرح ہم نے لوگوں کو انکی خبر کر دی مگر اس کے بعد خدا نے یہ نہیں بتایا کہ ان لوگوں نے اُن کی خبر پا کر اُن کے ساتھ کیا کیا۔ مگر یہ فرمایا کہ وہ بیان کریں کہ بے شک وعدہ اللہ کا سچا ہے اور بیشک قیامت آنیوالی ہے اس میں کچھ شک نہیں ٭

اس مقام پر بحث یہ ہے کہ لیعلموا میں جو ضمیر ہے اُسکا مرجع اوس بیان میں مفسرین عام لوگوں کی طرف جن کو اُن کی خبر ہو گئی تھی اُنکا مرجع بیان کرتے ہیں مگر لوگوں کو اُن کی خبر ہو جانے سے کہ وہ پہاڑ کی کھوہ میں چھپے ہوئے ہیں اور ان وعد اللہ حق وان الساعۃ لاریب فیہا سے کیا تعلق ہے ٭

اگر کہا جاوے کہ اُن کی خبر ملنے کا واقعہ اس وقت کا ہے جبکہ وہ ایک مدت دراز تک سو کر اٹھے تھے تو اول تو اُن کے مدت دراز تک سوتے رہنے کی نفی ہو چکی اور اگر بالفرض تسلیم کیا جاوے تو بھی ایک مدت تک گو کہ وہ کتنی ہی دراز ہو سو رہنے سے اس بات کا کہ وعد اللہ حق وان الساعۃ لاریب فیہا کیا ثبوت ہو سکتا ہے ٭

۹

وکذلک اعثرنا علیہم لیعلموا ان وعد اللہ حق و ان الساعۃ لاریب فیہا (سورۂ کہف)

پس جبکہ ان کے جاگنے کی علت اُن کا باہم سوال کرنا نہ تھا جو دلیل مدت زمانہ نوم کی اُن مفسرین نے سمجھی ہے وہ کیسی بے لغو اور مہمل تھی وہ بالکل ظاہر ہوتی ہے۔ یہ امر بھی نہایت تعجب کی بات واقع ہوتا ہے کہ وہ اُٹھنے کے بعد پوچھتے ہیں کتنا سوئے اور کوئی نہیں سمجھ سکتا کہ اُن کے جاگنے کی علت سونے کی مدت کا سوال کرنا تھی۔

اصل یہ ہے کہ تمام مفسرین یہ روایت گڑھنے والوں کو اس وجہ سے غلطی پڑی ہے کہ ابتدا میں یعنی جس مقام پر چند لوگوں کی عامہ افواہ اور خیالات عجیبہ کا ذکر کرتے وقت اپنا قول (فضربنا) بیان کیا ہے کہ فضربنا علی اذانہم فی الکہف سنین عددا ثم بعثناہم اور سنین عددا سے زمانہ ممتد مقصود تھا اسی پر انھوں نے سمجھ لیا کہ کئی سو برس سونے کے بعد اُٹھے ہونگے حالانکہ اس واقعی اور صحیح قصہ میں خدا تعالیٰ نے اُن کا سونا اور پھر جاگنا مسلسل طور پر [illegible] کے بعد بیان کیا ہے۔

شروع قصہ میں خود خدا تعالیٰ نے قصے کے عجیب ہونے کی نفی کر دی تھی اور اسکا عجیب ہونا صرف مدت دراز تک سوتے رہنے سے تھا اس صحیح اور واقعی قصہ میں خدا تعالیٰ نے اُن کا زمانہ دراز تک سوتے رہنے کا ذکر نہیں فرمایا پس اس مقام پر بھی اس غلط شہرت کو داخل کرنا صریح غلطی ہے۔

جب وہ اُٹھے تو انہوں نے کہا کہ بھیجو اپنے میں سے ایک کو اپنے پاس سے چاندی کا سکہ دیکر شہر کو تاکہ دیکھ کر کونسا اچھا کھانا ملتا ہے اور اس میں سے تمہارے لیئے کھانا لاوے اور جلدی آوے اور کسی کو تمہاری خبر نہ کرے بیشک اگر وہ تم پر چڑھ آوینگے

فابعثوا احدكم بورقكم هذه الى المدينة فلينظر ايها ازكى طعاما فليأتكم برزق منه وليتلطف ولا يشعرن بكم احدا انهم ان يظهروا عليكم يرجموكم او يعيدوكم في ملتهم ولن تفلحوا اذا ابدا (سورہ کہف)

ہوئیں اور بندوبست ہو گئے اسکے بموجب وعدہ منافع کے پوری نشانیں
دکھائی دینی بدونی اس وقت بادشاہ نے ان کی زیارت کی اور
جیسے کہ قرآن مجید میں بیان ہوا ہے کہ اس وقت آپس میں ان کے
باب میں جھگڑا کرنے لگے۔ پھر انھوں نے کہا کہ ان کے اوپر کوئی
مکان یعنی مقبرہ بنا دو ان کا خدا ان کے حال کو خوب جانتا ہے ॰
ان لوگوں نے جو ان کے کہنے والوں کے کام پر غلبہ رکھتے تھے
یعنی حاکم یا پادری انھوں نے کہا کہ ان کو قرار دیں گے مسجد یعنی عبادتگاہ
چنانچہ بعض انگریزی کتابوں میں جن میں یہ قصہ بیان ہوا ہے لکھا ہے
کہ ان کی ہڈیاں ایک بڑے پتھر کے صندوق میں بند کرکے مارسلیس
کو بھیجی گئی تھیں اور سینٹ وکٹر کے گرجا میں موجود ہیں ॰
اس بات میں کہ اصحاب کہف کتنے آدمی تھے لوگ مختلف تھے
چنانچہ خدا فرماتا ہے کہ کہیں گے (یعنی جب ان سے پوچھو) کہ تین
تھے ان میں چوتھا ان کا کتا تھا اور کہیں گے پانچ تھے اور ان میں
چھٹا ان کا کتا تھا بن نشانہ دیکھے پتھر مارتے ہیں اور کہیں گے سات
تھے اور ان میں آٹھواں ان کا کتا تھا تو کہہ دے اے پیغمبر کہ میرا
پروردگار خوب جانتا ہے ان کی تعداد کو ان کو نہیں جانتے مگر تھوڑے
پھر تو ان سے ان کے باب میں جھگڑا مت کر سوائے ظاہری بات چیت
کے اور نہ ان کے باب میں ان میں سے کسی ایک سے کچھ پوچھ اور
تو کبھی نہ کہنا کسی چیز کے لیے کہ میں اسکو کل کروں گا بغیر خدا چاہے کبھی
اور یاد کر اپنے پروردگار کو جب تو بھول جاوے اور کہہ دے کہ شاید ہدایت
کرے مجھ کو میرا پروردگار اس سے بھی قریب زیادہ ٹھیک بات کی ॰

بینہم امرہم فقالوا ابنوا علیہم بنیانا ربہم اعلم بہم قال الذین غلبوا علی امرہم لنتخذن علیہم مسجدا سیقولون ثلثۃ رابعہم کلبہم ویقولون خمسۃ سادسہم کلبہم رجما بالغیب ویقولون سبعۃ وثامنہم کلبہم قل ربی اعلم بعدتہم ما یعلمہم الا قلیل فلا تمار فیہم الا مراء ظاہرا ولا تستفت فیہم منہم احدا ولا تقولن لشیء انی فاعل ذلک غدا الا ان یشاء اللہ واذکر ربک اذا نسیت وقل عسی ان یہدین ربی لاقرب من ہذا رشدا

اور اگر بالفرض وہ اس کھوہ میں مر گئے ہوں جیسے کہ بعض مورخین کا قول ہے
اور تین سو برس بعد پھر زندہ ہوئے ہوں اور ان کے دوبارہ زندہ ہونے کے
بعد لوگوں کو خبر ہوئی ہو تو بھی ان کا دوبارہ زندہ ہونا کسی نے نہیں دیکھا
تو پھر کیونکر ان لوگوں کو جنہوں نے ان کی خبر سنی تھی قیامت یعنی
حشر اجساد پر یقین ہو سکتا تھا ۔

کچھ شبہ نہیں ہے کہ ضمیر یعلموا کی خود اصحاب کہف کی طرف راجع ہے کہ
جب ان کو معلوم ہوا کہ لوگوں کو ان کی خبر ہو گئی تو ان کو یقین ہوا کہ اب وہ
مارے جاویں گے پس خدا کا یہ فرمانا کہ لیعلموا ان وعد اللہ حق
وان الساعة لاریب فیہا اشارہ اس بات کا ہے کہ وہ مارے گئے
کیونکہ اس بات کا جاننا کہ وعد اللہ حق جیسا کہ موت سے ہوتا
ہے اور طرح پر نہیں ہو سکتا قال اللہ تعالیٰ والذین آمنوا
وعملوا الصلحت سندخلہم جنات تجری من تحتہا
الانہار خلدین فیہا ابدا وعد اللہ حقا ومن اصدق
من اللہ قیلا ۔

پس جن مورخین کا یہ قول ہے کہ جب اس بت پرست بادشاہ
کو ان کے پہاڑ کے کھوہ میں چھپے ہونے کی خبر ہوئی تو اس نے
اس کھوہ کا مونھ بند کرا دیا تاکہ وہ بھوکے اور پیاسے وہیں مر جاویں
اور وہ کھوہ ان کے لیئے بمنزلہ قبر کے ہو جاوے چنانچہ وہیں مر گئے
بہت صحیح و درست معلوم ہوتا ہے اور قرآن مجید سے اسی کی تائید ہوتی ہے
مذکورۂ بالا واقعہ کے کئی سو برس بعد پہاڑ کی کھوہ کا مونھ جو بند کر دیا گیا
تھا کھل گیا اور اس کھوہ میں ان کی لاشیں جو صرف ہڈیاں باقی تھیں معلوم

[illegible]

[illegible] دمشق [illegible] ایک جگہ [illegible] ہے

[illegible] اصحاب کہف و الرقیم کی جگہ ہے ۔

[illegible] جبل میں ایک جگہ ہے جس کو [illegible] اصحاب کہف و الرقیم کی جگہ بتاتے

[illegible] ہیں ۔

[illegible] میں ایک جگہ گیا

اُس نے دیکھا کہ اُس کے اندر تیرہ لاشیں تھیں اور یہ خیال کیا کہ [illegible] لاشیں [illegible] اصحاب کہف کی ہیں اور باقی لاشیں اہل روم نے اپنے بزرگوں کی [illegible] اور دوا میں مل کر رکھدیں ہیں ۔

عبادہ بن صامت سے ایک روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے پہلے سال خلافت میں اُس کو روم میں بھیجا

اس کے بعد کی آیت میں جو لفظ ولبثوا کا ہے اس کا عطف یقولون پر ہے جو اس سے پہلی آیت میں ہے یعنی لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ رہے پہاڑ کی کھوہ میں تین سو برس اور نو برس اس سے زیادہ ہیں (یعنی اے پیغمبر) تو کہہ دے کہ خدا خوب جانتا ہے کہ کتنی مدت وہ ٹھہرے اسی کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کی چھپی ہوئی باتوں کا جاننا خوب دیکھنے والا ہے اس کا یعنی غیب کا اور خوب سننے والا ان کے سوا ان کے لیے کوئی دوست نہیں ہے اور وہ شریک نہیں کرتا اپنے حکم میں کسی کو ✦

اس آیت سے ظاہر ہے کہ اصحاب کہف کسی مدت تک پہاڑ کی کھوہ میں رہے اور اس کہنے سے لازم آتا ہے کہ وہ کسی مدت کے بعد پہاڑ کی کھوہ میں سے نکلے مگر کوئی مورخ اس بات کو نہیں کہتا کہ وہ کسی زمانہ میں پہاڑ کی کھوہ میں سے زندہ نکل کر کہیں گئے ہوں اور نہ کسی روایت میں ایسا بیان ہوا ہے پس جس مدت کا اس آیت میں ذکر ہے اس سے وہی مدت مراد ہے جو ان کے پہاڑ کی کھوہ میں جانے اور ان کی ہڈیوں کو اس میں سے نکالنے میں گزری بیشک اس زمانہ کی مدت ٹھیک ٹھیک معلوم نہیں ہے لیکن جہاں تک تاریخ سے معلوم ہو سکتا تھا اس کو ہم بیان کر چکے ہیں ✦

یہ ہے صحیح قصہ اصحاب کہف کا بعض لوگوں کو جہاں کہیں پرانی لاشیں برآمد ہوئی ہیں شبہ پڑا ہے کہ یہ لاشیں اصحاب کہف کی ہیں معجم البلدان میں یاقوت حموی نے ایک قصہ لکھا ہے کہ واثق باللہ نے محمد بن موسیٰ نجومی کو روم میں بھیجا کہ وہ اصحاب کہف کو دیکھے اور وہ روم کے ایک شہر میں گیا وہاں ایک چھوٹا سا پہاڑ تھا کہ اس کا

۵ ولبثوا في كهفهم ثلاث مائة سنين وازدادوا تسعا قل الله اعلم بما لبثوا له غيب السموات والارض ابصر به واسمع ما لهم من دونه من ولي ولا يشرك في حكمه احدا (سورہ کہف)

میں آیا ہے اس پہاڑ کو جس میں یہ زیارت واقع ہے یہاں کے باشندے چارشنبہ بھی بولتے ہیں اور اس سے نواح میں پہلے کسی زمانہ میں ایک آبادی قشاان نام کی تھی جس میں اکثر تبرائی باشندے بستے تھے۔ شاید کسی مقام پر شہر فسوس بھی بتاتے ہیں وہ ذکر قصۂ اصحاب کہف میں کیا جاتا ہے کہ ایک شخص معہ ان سات شخصوں کے شہر فسوس میں گیا تاکہ روٹی وغیرہ لاوے۔ لیکن اس کا صحیح پتہ مشکل ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یہ مقام (الفیموس) میں تھا جو جنوبی جانب پہاڑوں میں ہے اور جہاں ابتک ایک قلعہ موجود ہے فی الحال اس قلعہ کی سیر ممکن نہیں کیونکہ برف بہت ہے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ مقام محکو میں تھا جو چارشنبہ سے مشرق کی طرف سات میل کے فاصلہ پر ہے واقعی محکو ایک آباد جگہ تھی اور یہ موضع تھا جس کو ترکمانوں نے غارت کر کے اُجاڑ دیا ہے۔ یہ مقام درمیان دو چیاب اور اندخوی کے ہے۔ کوہ رقیم پر اس وقت بیس خاندان سیدوں کے آباد ہیں اور ایک موضع خاص سادات کا غار کے مونھ پر واقع ہے آگے بڑھکر ایک اور موضع دھائی خاندان کی آبادی کا ہے۔ یہ پہاڑ ایک تنگ وادی میں ہے اور جمیں مجاورین ترد کرتے ہیں وہ ان کو معاف ہے۔ علاوہ اس کے جو لوگ زائرین یہاں آتے ہیں وہ مجاورین کی خدمت کرتے ہیں یہاں ایک چھوٹی سی مسجد ہے اور غار کے مونھ پر ایک محرابدار دروازہ بیس فیٹ بلند بنا ہوا ہے اور اُسپر ایک چوب بطور نشان ایستادہ ہوکر ایک کپڑا اس میں لگا ہوا اُڑتا ہے۔ اس غار کے چاروں طرف ایک وسیع قبرستان ہے جو شخص مرتا ہے یہیں لاکر دفن ہوتا ہے اور

[illegible] کا پہاڑ دیکھا اور لوگوں
[illegible]
[illegible]

[illegible]

گویا ابھی [illegible] ان کا حال پوچھا تو
انھوں نے [illegible]
عیسیٰ کے مبعوث [illegible]
سب ایک وقت میں انبیا مبعوث ہوئے تھے اس کے سوا
اور کچھ نہیں جانتے ۔

[illegible] میں جب ایک انگریزی کمیشن افغانی اور روسی سرحد مقرر
کرنے کو ترکمانوں کے ملک میں گیا تو اس وقت ایک شخص نے
ایک پہاڑ کا جس کا نام اس نے کوہ رقیم لیا ہے اس طرح پر حال
لکھا ہے :-

کوہ رقیم جس میں سات شخص خوابیدہ ہیں بہ زیارت مسلمانوں کی
[illegible] ہمارے کیمپ سے چار میل جنوب و غرب کو وادی حراق
میں ہے کیمپ کے مسلمان اُس کی طرف چلے اور میں بھی گھوڑے
پر سوار [illegible] محمد حسین خاں صاحب دوسری پلٹن سکھ کے گیا
اہل [illegible] کو اس لیے متبرک مانتے ہیں کہ اصحاب کہف کا ذکر قرآن مجید

[illegible] ہوتا اور [illegible]

[illegible] بعض لکھوں

[illegible] شیخ کا

[illegible] جاتے ہیں

[illegible] کے [illegible] بہت کچھ

[illegible]

[illegible] دستیاب

[illegible] کے اور جو

[illegible] کو موقع

[illegible] عبادت اور

[illegible] اور دیکھا

[illegible] مشغول

[illegible] سینکڑوں

[illegible] چپکے

[illegible] پیدا میں

[illegible] پوشیدہ ہو جانے اور

[illegible] ہوگا زندہ ہونے کے قائل

ہیں [illegible] و اعتقادات ایسی باتوں پر جو لوگ بنا لیتے ہیں

[illegible] ہوتے ہیں فقط

تمت

[illegible]

[illegible] یہ ہوتے ہیں [illegible] نظر آئی ؏

[illegible] وہ [illegible] خود واقف نہیں [illegible] ایک شخص سے [illegible] کہا کہ اگر تمہیں شک [illegible] کے ساتھ [illegible] ہوتا ہے۔ واللہ اعلم [illegible]

[illegible] فی الواقع برآمد ہوں [illegible] ہزاروں برس کا دستور تھا کہ [illegible] لاشوں کو ممی بنا کر رکھتے تھے چنانچہ بہت سی مومیائی لاشیں [illegible] موجود ہیں ؏

کریں نصاریٰ تلاش کرو اکر بلا سے گئے اور حکم سنایا گیا کہ وہ موت پیش سا
اصنام ان میں سے جسے چاہیں اختیار کریں اس حکم سے شہر میں ایک
آفت پہنچی۔ دوست دوست کا ساتھی رہا۔ باپ بیٹے کو بیٹا باپ
کو پیٹتا۔ نہیں انہی میں افی سس میں سات عیسائی تھے جن کے نام یہ
ہیں۔ مالکس۔ مارسین۔ ڈایونی سس۔ جان
سراپین۔ کانسٹن ٹین تھے انھوں نے بتوں کی پوجا
کرنے سے انکار کیا اور اپنے مکان میں نماز پڑھا کرتے۔ ڈیسی
یس کے سامنے ان پر یہ الزام لگایا گیا اور انھوں نے اپنے
عیسائی ہونے کا اقرار کیا۔ بادشاہ نے کچھ مہلت دی تاکہ وہ جو طریقہ
آئندہ اختیار کریں اسے سوچ کر غور کریں۔ اس مہلت کو انھوں نے
غنیمت سمجھ کر اپنا تمام مال و اسباب غربا کو دیدیا اور خود یہ ارادہ کرکے
گئے کہ سیلین پہاڑ کے غار میں جا کر چھپ رہیں ۔

ان میں سے ایک شخص مالکس نامی طبیب کا بھیس بدل کر شہر میں کھانا
خریدنے کو گیا۔ ڈیسیس نے جو کچھ عرصہ کے لئے افی سس سے چلا گیا تھا
واپس آکر یہ حکم دیا کہ وہ ساتوں شخص تلاش کئے جاویں۔ مالکس ڈرتا ہوا شہر سے
بھاگا اور اپنے اصحاب سے بادشاہ کے غصہ کا سب حال بیان کیا۔ سب
بہت ڈرے۔ مالکس نے ان سے روٹی کھانے کو کہا تاکہ ان میں کچھ
طاقت آجاوے اور مصیبت میں ہراساں نہوں۔ کھانے سے فارغ ہو کر وہ
رو رو کر باتیں کرتے رہے تھے کہ خدا کے حکم سے ان پر خواب طاری ہو گئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سات سونیوالے یعنی اصحاب کہف

ترجمہ کتاب کیورس متھس آف دی میڈل ایجز

مؤلفہ ایس بارنگ گولڈ ایم اے

یہ قصہ جس پر ہم اس مضمون میں بحث کرتے ہیں پچھلے زمانہ کے عجیب اور حیرت انگیز قصوں میں سے ہے جیکس دی وارین نے اسکو اپنی کتاب میں جس کا نام لیجنڈا آریا ہے اس طرح بیان کیا ہے۔

یہ سات سونیوالے افی سس کے باشندے تھے بادشاہ ڈیسیس جس نے نصاری پر بہت ظلم کیا تھا جب وہاں پہونچا تو اس نے یہ حکم دیا کہ ایک معبد اصنام کی پرستش کے لیئے بنایا جاوے اور سب لوگ اُس کے سامنے بتوں پر قربانی

لما رأى اهل البلد يذكرون اسم المسيح ويتعجبون اهل ... ويقولون الا ...

شہر کے دروازہ پر یہی دیکھا اُس کو یقین ہوا کہ شاید خواب کا کچھ اثر
ابتک باقی ہے آنکھیں ملتا ہوا شہر میں داخل ہوا اور ایک نان بائی
کی دوکان کی طرف بڑھا لوگوں کی زبان سے خدا کا نام سُن کر اور بھی
حیران ہوا کہا کہ کل اس نام کے لینے کی ایک کو بھی جرأت نہ تھی آج
عیسیٰ کا نام ورد زبان ہے۔ یہ کیا ماجرا ہے۔ شبہ ہوا کہ شاید یہ اور
کوئی شہر ہو۔ ایک راہ چلتے سے شہر کا نام پوچھا۔ سُن کر کہ یہ شہر
افسس ہے سخت حیران ہوا۔ نان بائی کی دوکان پر جا کر روپیہ
دیا۔ سکہ کو دیکھکر طباخ نے پوچھا کہ تجھ کو کہیں سے خزانہ مل گیا
ہے۔ نان بائی آپس میں باتیں کرنے لگے۔ یہ سمجھا کہ انھوں نے
مجھ کو پہچان لیا ہے اور بادشاہ کے سامنے لے جاتے ہیں لہٰذا
خدا کے واسطے مجھے چھوڑ دیں روٹی اور روپیہ سے باز آیا اسی طرح
جان بچے لیکن دوکاندار نے اُس کو پکڑ کر کہا کہ تم کون ہو اس سے
کچھ غرض نہیں جہاں خزانہ ملا ہے وہ ہمکو بھی بتاؤ کہ ہم تمہارے شریک حال
ہر وقت ہم تم کو چھپا دینگے مالکس خوف کے مارے کچھ جواب نہ دیگا
اس کے گلے میں رسی ڈال کر بازار میں سڑک پر کھینچتے پھرے شہر میں
بھی یہ خبر مشہور ہوئی ہر طرف سے لوگ جمع ہوئے کسی نے اُسکو نہ پہچانا وہ
اپنی لاعلمی بیان کرتا۔ سب کے چہروں پر نظر دوڑائی مگر کوئی ایسا نظر
نہ پڑا کہ جس سے کچھ بھی پہلا تعارف ہو سینٹ مارٹن بشپ اور
اسٹیٹی پیٹر حاکم شہر نے یہ حال سُن کر جوان اور طباخ کو بلایا اور جوان سے
پوچھ کر دیکھنے لگا کہاں سے ملا ہے اُس نے کہا کہ خزانہ تو کہیں
سے نہیں ملا یہ چند سکے میری تھیلی میں سے تھے پھر اُس سے دریافت

خفية الا انهم المبتاؤ واحد بعث الا ... بعث ... ولما ... الاجباب ... الى ... فيهم ... فى الخلق ... بعد

۵۳

بالساعة خرج ... الناس عن الحق ... فالحق الله ... رجل من اهل ... ذلك البلد الذى فيه الكهف

على ... الكهف البنيان الذى ... علم ذلك ... الرجل ان اسم ذلك دكان

[illegible] ڈی سیس

[illegible]

[illegible] سے [illegible]

[illegible] لگے چلے

[illegible] ڈی سیس نے [illegible]

[illegible]

بند کرا دیا تاکہ وہ بھوکے مر جاویں ۔

[illegible] طرح [illegible] تھیوڈوسیس کے

[illegible]

[illegible] سیلیش کے [illegible]

[illegible]

اس وقت ان [illegible]

[illegible] مالکس سے [illegible] ڈی سیس [illegible]

[illegible] وہ بھوکے [illegible]

[illegible] میک سی مین [illegible]

[illegible] کر لیے ۔ پھر اپنے ساتھیوں کی طرف مخاطب ہوا

اور مالکس سے کہا کہ جس طرح ہو وہ شہر جا کر اس امر کی خبر لاوے اور کچھ

کھانے کے واسطے بھی لاوے ۔ مالکس پانچ سکے لیکر غار میں سے

نکلا ۔ یہ دیکھ کر حیران ہوا ۔ پھر شہر کی طرف چلا ۔ شہر کے قریب

پہونچکر دروازہ پر صلیب لگی ہوئی دیکھی تو بھی زیادہ متحیر ہوا اور دوسرے

دروازہ پر گیا ۔ وہاں بھی یہ متبرک نشان موجود تھا ۔ اسی طرح

۵۲

[illegible]

٥٥

تھیوڈو[illegible] بھی [illegible] [illegible] کا قبیلہ
[illegible] بادشاہ کو دیکھ کر ان
[illegible] [illegible] تھے
[illegible] [illegible] دیکھا تو بات
[illegible] [illegible] ہیں سے [illegible]
[illegible] [illegible] نے حکومت سے
پہلے [illegible] عجیب قیامت کو
[illegible] کیونکہ جب بچہ ماں کے رحم میں
[illegible] اسی طرح ہم بھی خواب میں رہے اور
کوئی [illegible] [illegible] دیا اور جان بحق تسلیم
کی۔ بادشاہ [illegible] نے [illegible] بخلیہ ہوکر دیا حکم کیا کہ سنہری
صندوق بنوا کر ان میں یہ لاشیں [illegible] رکھی جاویں مگر
اسی شب [illegible] خواب میں دیکھا کہ کہتے ہیں کہ ہم ابتک
زمین میں سوتے تھے اب بھی زمین ہی میں سونے دو جب تک
کہ خدا دوبارہ نہ اٹھاوے ✦

یہ [illegible] اس طرح پر بیان کیا گیا ہے۔ جہاں تک شاید یہ مشرق
سے [illegible] جیکوبس سروجین میسوپوٹیمیا کی پانچویں یا
چھٹی صدی کے بشپ نے اسکو سب سے پہلے قلمبند کیا ہے
گریگری آف ٹورس شاید سب سے اول اسکو یورپ میں لایا
ہے ڈایونی سیس آف انطاکیہ نے نویں صدی میں یہ قصہ
شامی زبان میں لکھا ہے فوٹیس باشندہ قسطنطنیہ نے بھی اسکو لکھا ہے

[illegible]

گیا اگر کہاں سے آئے اُس نے کہا کہ میں افی سس کا باشندہ تھا
یہ شہر افی سس ہی ہے گورنر نے کہا کہ تمہارے ماں باپ اور اقارب اگر
یہاں بستے ہوں تو بلاؤ جوان سے آن کے ۔ مرتبس نے اُو کہا کہ یقیناً وہ
یہیں بستے ہیں ۔ شہر میں ان ناموں کا کوئی نہیں تھا ۔ گورنر نے چلا کر
کہا کہ تم یہ کیونکر کہہ سکتے ہو کہ یہ تمہارے ماں باپ کا روپیہ ہے ۔ یہ بادشاہ
ڈی سیس کے عہد کا سکہ ہے جسکو تین سو برس گذرے اور
سکہ حال کے بالکل مشابہ نہیں کیا تم افی سس کے عقلمندوں اور بوڑھے
لوگوں کو بتاتے ہو یہ خوب سمجھ لو کہ اگر تم اُس کا پتہ نہ بتاؤ گے تو تمسکو
تمام تر تیری سختیاں برداشت کرنی پڑینگی مالکس نے عرض کیا کہ
خدا کے واسطے آپ پہلے مجھکو ان چند سوالوں کے جواب دیں اس
وقت میں کچھ کہہ سکوں گا ۔ بادشاہ ڈی سیس کہاں چلا گیا ہے ۔
بشپ نے جواب دیا کہ میرے بچے اس نام کا اب کوئی بادشاہ
نہیں جس کا یہ نام تھا اُس کو مرے ہوئے ایک عرصہ گذرا مالکس
نے کہا کہ جو بات سنتا ہوں اُس سے اور تشویش و پیچ میں ہوتا ہوں
سیلئن پہاڑ تک میرے ہمراہ چلو تاکہ میں اپنے ساتھیوں
کو دکھاؤں گا جو ڈی سیس کے ظلم سے بھاگ کر ہمنے اس
پہاڑ میں پناہ لی تھی بشپ نے گورنر سے کہا کہ "یہاں خدا کا ہاتھ
ہے ۔ ایک انبوہ کثیر اس کے ساتھ چلا ۔ اول مالکس غار میں
اپنے ساتھیوں کے پاس گیا اور پھر بشپ ۔ وہاں انھوں نے
اُن بزرگوں کو غار میں بیٹھا ہوا دیکھا ۔ بشاش چہرہ مثل گلاب کے
تروتازہ دیکھکر سب گر پڑے اور خدا کو سجدہ کیا ۔ گورنر نے اُسی وقت یہ خبر

ان یغلبہ ظہر الی الکہف
یجلسوا اجمعین وجوہہم مسفرة
انفسہم طیبة علی بعض فلما
استیقظوا من ساعتہم
التی کانوا استیقظون
فیہا اذا اصبحوا من
لیلتہم قاموا الی

۵۴

الصلوة فصلوا
کالذین کانوا یفعلون ولا
یری فی وجوہہم
لا یدری انی یکرون
الا انہم سینبئکم رقدوا
کہیئتہم ان ما
یمرون فی طلبہم
وقیل نعیش اصلحتہم
فلما قدموا صاحب
قالوا لیبعثنا ما الذی
نعقا تہم تبنینا
قال الناس فی شاننا
عشیتہم امر عنت
ھذا الجبابرة ہم
یظنون انہم رقدوا
بعض ما کانوا
یرقدون

[illegible]

... مسلمان ترکوں اور

... ماہیوں کے ... تبدیل ہوئی۔ لیکن جب کوئی مصیبت

... وقت سونے والے کروٹ بدلتے ہیں۔

... سات سونے والوں پر ایک نظم کا ڈری نے بھی لکھی ہے

... سکو ایم الف اڈیجل نے اپنی رپورٹ آف سٹڈی

... کرشن پیاک میں بیان کیا ہے۔ ایک

... رومن کی نظم اس مضمون پر ہے جس میں ۹۳۵ شعر ہیں

وہ کہتے ہیں کہ یہ تصدیق ان شریعت میں ہے ۔

مٹیا فرلس نے بھی اس کا حوالہ دیتا ہے دسویں صدی میں یونی کلیس نے اس کو اپنے [illegible] قصے میں درج کیا ہے کاپیتک وہ میرونائیٹ کی تصنیفات میں بھی اس کا پتہ ملتا ہے جن پرانے سوانح نویسوں نے بھی اس کو اپنی تصنیف میں درج کیا ہے جیسے کہ پالس ڈیاکونس و ناسی فورس وغیرہ ۔

ان سونے والوں کی نسبت ولیم آف مامس بری ایک عجیب قصہ بیان کرتا ہے اس کا بیان ہے کہ بادشاہ ایڈورڈ ملقب بہ قدیس ایسٹر کے جلسہ کے دن ویسٹ منسٹر کے محل میں تاج شاہی پہنے ہوئے بیٹھا تھا پادری امرا و سردار سب جمع تھے اثناء طعام میں بادشاہ گوشت و [illegible] کی باتوں کا دھیان [illegible] سب حیران [illegible] کے لیے جب [illegible] جو اس کا [illegible] ساتھ تھے [illegible] بادشاہ سے [illegible] بڑی بڑی [illegible] تھوڑی دیر سوچ کر کہا کہ میں نے دیکھا ہے ۔ افسس کے سات سونے والوں نے جو بہت برسوں سے [illegible] سوئے ہیں آج دفعتاً بائیں کروٹ بدل لی ہے یہ خدا کی مہربانی ہے کہ ان کو

جواب میں سینٹ وکٹر کے گرجا میں دکھائی جاتی ہیں روم میں ولیٹوریم
کے عجائب خانہ میں ان کی کندہ کی ہوئی اور بنی ہوئی تصویریں
موجود ہیں ہر ایک کے ساتھ اس کا نام اور چند صفات بھی کندہ ہیں
کانسٹن ٹین اور جان کے پاس دو عصا ہیں میکسی مین کے
پاس ایک گرز اور عصا ہے مالکس اور مارسین کے پاس دو تیر
ہیں سیراپین کے سامنے ایک جلتی ہوئی مشعل اور ڈیونی سس
کے سامنے ایک بڑی میخ ہے جس کو گریگوریس اور ایس پالی
نس نے بیان کیا ہے کہ ایذا رسانی کے واسطے کام میں لائی جاتی
تھی ۔

ان سات شخصوں کو نوجوان امردکندہ کیا ہے واقع میں پرانے
شہیدوں کے قصہ میں بھی اُن کو لڑکا کہا گیا ہے اس پلستر کی بنی ہوئی
تصویروں سے بعضوں نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ یہ ساتوں ۲۵۰ء میں
ڈی سیس کے عہد میں مارے گئے تھے اور مذکورۂ بالا غار میں
دفن کیے گئے تھے اور تھیوڈوسیس کے عہد میں اُن کی ہڈیاں ۴۷۵ء
میں برآمد ہوئیں تو اُس وقت سے یہ قصہ مشہور ہوا ۔ میرے خیال کے
موافق غالبًا یہ صحیح ہے اِن سونیوالوں کا قصہ اور سات کی تعداد بہت
پُرانی اور حضرت عیسٰی سے پہلے کی ہے ۔

مثل اور پُرانے قصوں کے اس کو بھی عیسائیوں نے اخذ کر کے
مذہبی بنالیا ہے ۔

پلینی ایک واقعہ نگار شاعر مسمی ای پی مینی ڈیز کے قصہ میں لکھتا ہے کہ
وہ بھیڑیاں چراتا ہوا گرمی کے موسم میں دق ہوگیا اور نیند نے بھی ستایا تو ایک غار

۵۹

ایم کیہ اجان نے ۱۳ صدی میں چھاپی ہے اور اسپین کے ایک
شاعر می اکسٹن مورٹیو نے ایک ذریعہ بی چھپ ہے
جس کا لاس سیٹی ڈرمین ٹینز نام ہے جس کا کا میدیس
نیووس اسکوجی ڈاس دی لاس مجو نیتید ان
جینٹی اوس کی انیسویں جلد میں حوالہ ہے اور ڈاکٹر نیل
نے بھی اسی مضمون پر ایک نظم لکھی ہے - قرآن میں یہ
قصہ کسی قدر زیادہ ہے اس میں یہ لکھا ہے کہ ان سونے والوں
نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کی پیشین گوئی کی
ہے۔ ان کے ساتھ ایک کتا بھی ہے جس کا نام کراتیم یا
کراتیم ہے جو ان کے پاس سوتا ہے اور یہ کتا بھی
پیشین گوئی کرسکتا ہے اور اس کتے پر خاص خدا تعالے کا
یہ بھی احسان ہے کہ یہ بھی اور دس جانوروں کے ساتھ بہشت میں
جاویگا۔ دوسرے بہشت میں جانیوالے جانور یہ ہیں۔ حضرت یونسؑ
کی مچھلی - حضرت سلیمانؑ کی چیونٹی - حضرت اسمٰعیلؑ کا برہ - حضرت
ابراہیم کا گوسالہ - ملکہ سبا کا گدھا - حضرت صالحؑ کا ناقہ - حضرت
موسیٰؑ کا بیل - بلقیس کا ہدہد - اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
سواری یعنی براق - ایسے زمانہ میں جب لوگ مقدسین کی یادگاروں
کو سونے اور جواہرات سے بھی بیش بہا سمجھتے تھے تو ان سونیوالوں
کی یہ خواہش کرنی کہ ان کو زمین ہی میں رہنے دو شاید کسی قدر بیجا
تھی اور یہ خواہش پوری بھی نہ ہوئی کیونکہ ان کی ہڈیاں ایک
بڑے پتھر کے بکس میں بند کرکے مارسیلس کو بھیجی گئی تھیں

دہشت معلوم ہوتی ہے مگر مجھ کو تو یہ ... ہے کہ ... مقام پر کیف ہاسر
برگ ۔ تصور کیا ہیں مجھ سے یہ کہا گیا تھا کہ یہاں فریڈرک بار
باربروسا اور اس کے چھ نائٹس سوتے تھے اتفاق سے ایک چرواہا بھی
غار کی راہ سے چلا ... پہنچ ... دیکھا کیا ... کہ ... ایک پتھر کی
میز بھی ہے بادشاہ ... کے سامنے بیٹھا ہے ... داڑھی پتھروں کے
... پھیلی ہوئی ہے ... چرواہے کی آہٹ سے فریڈرک
خواب سے بیدار ہو ... پوچھا ... پرندے ... ہیں چرواہے
نے ... تھے ... تب بولا کہ ایک صدی تک اور سونا
چاہیے ۔ جب ... پرندے ... لپٹ جاوے گی
اس وقت وہ اور ... نائٹس ... نیند سے بیدار ہوں گے اور جرمن
کو غلامی کی حالت سے نکال کر یورپ کی سب سے بڑی سلطنت
بنا دینگے سوئٹزرلینڈ میں بھی روٹلی ... ٹیلیس ... ہیں صرف
اس ... وقت بیدار ہوں
ایک چرواہا ... ٹیل کی آنکھ کھل گئی
پوچھا گیا وقت ہے لڑکے نے جواب دیا کہ دوپہر ٹیل یہ کہکر
ابھی وقت نہیں آیا پھر سو گیا اسکاٹلینڈ میں بھی ایلڈون کی
پہاڑیوں کے نیچے تامس ارسیلڈون بھی سو رہا ہے
فرنچ کے مقتولین جو لی لرمو پر مارے گئے تھے سو رہے ہیں
موقع کے منتظر ہیں کہ ... بدلہ لیں ٭

جب قسطنطنیہ پر ترک قابض ہوئے تو ایک پادری سیکرمینٹ
کے بعض رسمیات سینٹ صوفیہ کے گرجا کی نقرئی منبر پر ادا کر رہا تھا اس

٦١

فانطلقوا بها معه ... فانطلق معه ... وانطلق معهم ... المدينة ... لينظروا اليهم ... اصحاب الكهف ... فظنوا انهم رسل ... فقاموا الى الصلوة ... بعضهم على بعض ... [illegible]

میں جاگ [illegible] ہوں [illegible] جب [illegible] سے پیدا ہوا تو دنیا بدلی
ہوئی [illegible] اس وقت بچہ تھا اب بالکل بوڑھا
ضعیف ہوں

[illegible] ایتھنز [illegible] کرتے ہیں
[illegible] سولن کے عہد
[illegible] اقتدار قائم
[illegible] ایتھینس کے باشندے اسکی بہت
عزت کرتے ہیں ۔

[illegible] ایندی بیت
[illegible] رہتے ہیں [illegible]
[illegible]
[illegible] سینٹ جارج [illegible] اور
[illegible] گیا ۔

اسکینڈی نیویا [illegible] کی گرد کو دیکھتے
ہیں [illegible] منتظر ہے کہ کوئی [illegible] تو آ کر لڑے
شاہ [illegible] اپنے تخت پر بیٹھا ہوا ہے
تلوار اپنی [illegible] ہے ۔ وہ ایک وقت کا منتظر ہے کہ اس وقت
[illegible] کے خون کا بدلہ لے اوجیر ڈی ڈین بھی اسی طرح
اپنی ولیوں کے خوابگاہ سے پیدا ہو کر حق کا بدلہ لینے اٹھیگا ۔
افسوس کہ وہ شیلس وگ ہولسٹین کی لڑائی میں
ظاہر ہو چکا تھا ۔ بچپن کی ایک بات پر جب غور کرتا ہوں تو حیرت انگیز

ایس ہیولای ٹس کا بیان ہے کہ سینٹ جان ولی
بھی افی سس میں سو رہا ہے سر جان سینڈی وائل کے
حالات اس طرح درج کرتا ہے پیتھماس سے لگ افی سس کو
یہ ایک عمدہ شہر سمندر کے قریب ہے یہاں سینٹ جان نے
وفات پائی اور اسیٹر کے پہاڑ کے نیچے ایک قبر میں مدفون ہوا وہاں
ایک خوبصورت گرجا ہے ہمیشہ سے اُس پر عیسائی قابض ہے اب سینٹ
جان کی قبر میں اور کوئی چیز سوائے من و سلوی کے جس کو
طعام الملائک کہتے ہیں نہیں ہے۔ اُس کے جسم کو فرشتے بہشت
میں اٹھا لیے ہے یہ تمام جگہ اور شہر ترکوں کے قبضہ میں ہے۔ کہتے ہیں
کہ سینٹ جان نے اپنی زندگی ہی میں اپنی قبر بنوائی اور جب ہی
اُس میں لیٹ رہا۔ اس روایت کے موافق بعضوں کا مقولہ ہے کہ
وہ مرا نہیں بلکہ خواب راحت میں ہے قیامت کو اُٹھے گا۔ در اصل
وہاں کوئی عجیب چیز ہے لوگوں نے بارہا قبر کی مٹی کو ہلتے ہوئے دیکھا
ہے شاید نیچے کوئی ہلنے والی چیز ہو سینٹ جان کے قصہ کو
افی سس سے جو تعلق ہے شاید اس خیال سے لوگوں نے وہاں
کے سات شہیدوں کو سات سونے والے سمجھے ہیں ایس لینڈ
کے قصوں میں ہے کہ فیڈ منگر شمالی نارویٔ کا باشندہ اتفاق سے
ایک غار میں جا کر سو رہا تیس برس تک سوتا رہا تیر و کمان پاس پڑے
رہے کسی پرند اور درندہ نے اُس کو نہ چھیڑا۔

فی الحقیقت بعض لوگوں کے حالات میں درج ہے کہ وہ واقع میں ایک
عرصۂ دراز تک سوتے رہے لیکن اس موقع پر کسی کو بیان کرنا مناسب نہیں

ہے حضرت عیسٰی کی ۔ یا الیٰ میں متبرک نیگ کی عزت رکھنا ۔ اسیو قت
... ہوگئی پادری سیکریمنٹ لیکر دیوار میں چلا گیا وہاں سر جھکائے
حضرت عیسٰی کے سامنے سو رہا ہے اس وقت کا منتظر ہے کہ ترک
... حضرت سے نکالے جاویں اور سینٹ صوفیہ پھر مسیحی ہوجائے *
شمالی امریکہ میں بھی ایک شخص ریپ وان ونکل بیس برس تک
... کے پہاڑ میں سوتا رہا ۔ غرناطہ کا بادشاہ ابو عبد اللہ
بھی الحمرا کے قلعہ کے پاس ایک پہاڑ میں جادو میں جکڑا ہوا پڑا ہے
... سب ... حضرت ... بھی خروج دجال کے منتظر ہیں ایرلینڈ
... بیرین بروئیم بھی سو رہا ہے اس بات کا منتظر ہے کہ
فی نین میں جنگ ایسا برپا ہو کہ جس میں لوگوں سے عملی کارروائی کی امید
ہو سکے تو وہ آکر ملک کی مدد کرے ویلس میں بھی ارتھر کی نیند
کے قصے لوگوں کی زبان پر ہیں سرویا میں بھی نیز لبرنز ہے جو
ترکوں کی لڑائی میں کاسووا کے مقام پر مارا گیا تھا اس کے بھی
دوبارہ ظاہر ہونے کی لوگ امیدیں کرتے ہیں ۔ فلوڈین کی
لڑائی کے بعد ایک صدی تک لوگ اسی امید میں رہے کہ
جیمس چہارم پھر واپس آوے پرتگال میں سی بیس ٹین
کی نسبت لوگوں کا یہ یقین ہے کہ یہ جوان دلیر بادشاہ جس نے مور کو
پر حملہ کرکے اپنے ملک کو تباہ کیا تھا کہیں سو رہا ہے جب موقعہ آویگا
تو بیدار ہو کر اپنے ملک کو بچا دیگا ناروی میں اولف ٹرنگ
ویسن بھی ابھی تک میں ہے نیپولن بوناپارٹ کی نسبت
بھی فرانس کے کسانوں کا یہی یقین ہے کہ وہ بھی کہیں سو رہا ہے *

۶۲

النظر فی بعض مسائل الامام الہمام الاوحد محمد الغزالی علیہ الرحمۃ

اس میں [illegible] الغزالی کے بعض [illegible] پر [illegible] بحث کی گئی ہے [illegible]
المختصر [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] المستقیم

اس رسالہ میں [illegible]
کی گئی ہے ۔

فضائل الامام من رسائل حجۃ الاسلام

[illegible]
[illegible] الغزالی نے [illegible]
[illegible] پر نہایت دلچسپ بحث کی ہے ۔

آخری مصنفات [illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

معلوم ہوتا ہے کہ یہ قصہ موجودہ کا مانند کوئی سچا واقعہ نہیں ہے بلکہ اسکو عیسائیوں نے کفاروں کے قصص سے اخذ کر کے مذہبی قرار دے لیا ہے ۔

سات کا عدد جو اکثر قصوں میں آتا ہے اس سے یہی نتیجہ نکلتا ہے بار بروسا ہر سات سال کے بعد اپنی نشست بدلتا ہے شارلیمین بھی اسی طرح ہر سات کے بعد کرسی سے اٹھتا ہے اوگر ڈینک بھی ہر سات سال کے بعد اپنا عصا فرش پر مارتا ہے سوئیڈن میں اولاف ریڈبیرڈ بھی اسی قدر عرصہ کے بعد آنکھ کھولتا ہے ۔

میرے یقین کے موافق جس قالب میں یہ دلچسپ قصہ ڈھالا گیا ہے وہ یہ ہے کہ سرما میں سات ماہ تک زمین آرام لیتی ہے جرمن اور اور سکینڈ نیوین کے کفاروں کے قصہ میں یہ موجود ہے کہ ہیرو سخت ضروریات کے وقت فادر لینڈ کی حمایت کے واسطے اٹھیں گے ۔

عیسائیوں کے اس مذہبی قصہ کے موافق بھی یہ جوان شہدا مذہبی الحاد کے وقت اٹھتے ہیں تاکہ مسئلہ انبعاث موتی پر ایک حقانی شہادت ہو ۔

اگر کفاروں کے قصہ میں کوئی جلال اور عظمت ہے تو اس عیسائی قصہ میں یہ خوبی ہے کہ یہ ایک عمدہ مذہبی مسئلہ بتاتا ہے اوا گون کے قصہ پر بھی اس کو اس وجہ سے ایک فضیلت ہے ہاف مین نے اسکو ایک دلچسپ قصہ کے طور پر لکھا ہے اور ٹرائینس نے اسکو منظوم کیا ہے ۔

خلق الانسان

[illegible] قیمت

ازالة الرین عن ذکر ذو القرنین

[illegible] قیمت

تحریک فی اصول التفسیر

[illegible] قیمت

انجمن محبان علی معانی القرآن

[illegible] قیمت

المشتہر

خاکسار فضل الدین تاجر کتب قومی

مالک اخبار اشاعت بازار کشمیری

لاہور